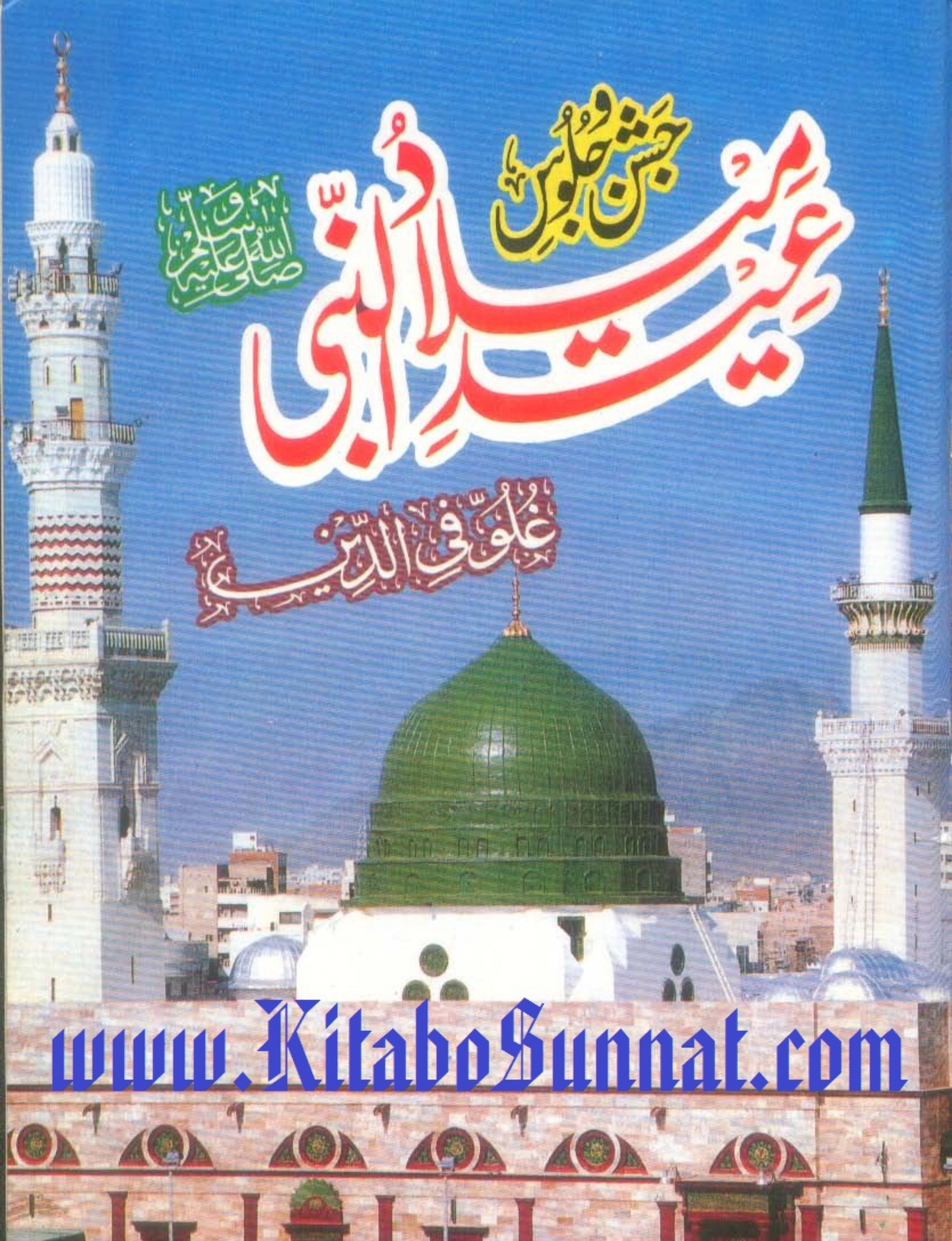


جشن و جلوس عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

غلو فی الدین

تالیف
فضل الرحمن صدیقی
ایڈیٹر "وحدت" مانچسٹر و رکن مجلس شوریٰ
مرکزی جمعیۃ اہلحدیث - برطانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا
محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

ارشادِ رسول اکرم ﷺ

جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ کریم اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ اس کی دس خطائیں معاف کرتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کرتا ہے۔

(بحوالہ ابن ماجہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ

تم اپنے دین میں غلو مت کرو

سورۃ مائدہ پارہ نمبر ۶ آیت ۷۷

اِیَّاکُمْ وَالْغُلُوَّ فِی الدِّیْنِ فَاِنَّمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِالْغُلُوِّ فِی الدِّیْنِ (رواہ احمد)

ترجمہ: دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے بہت سی امتیں دین میں غلو کرنے کے سبب ہلاک ہو چکی ہیں "

جشن عید میلاد النبی ﷺ

غلو فی الدین

تالیف

فضل الرحمن صدیقی

ایڈیٹر "وحدت" مانچسٹر و رکن مجلس شوریٰ
مرکزی جمعیۃ اہلحدیث برطانیہ

کتاب کا نام	جشن و جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم غلوفی الدین
تالیف و ترتیب	فضل الرحمان صدیقی
پیشکش	حافظ ناصر محمود انور
ناشر	وحدت پبلیکشنز (مانچسٹر)
کمپوزنگ	شرکت کمپوزنگ سنٹر
مطبع	شرکت پرنٹنگ پریس ۴۳۔ نبست روڈ۔ لاہور
قیمت (پاکستان میں)	۱۵ روپے
قیمت (برطانیہ میں)	۱ پونڈ

ملنے کا پتہ

FAZLURRAHMANSIDDIQI
22-LOWERPARKRAOD.MANCHESTER
M145QYTEL:062259317(U.K.)

مرکزی جمعیت اہلحدیث برمنگھم (برطانیہ)

حافظ ناصر محمود انور۔ پاکستان ماڈل ایجوکیشنل فاؤنڈیشن' نکلسن روڈ لاہور' پاکستان

مکتبہ ضیاء السنہ' ادارۃ الترجمہ والتالیف' رحمت آباد فیصل آباد

حافظ عزیز الرحمان' جامع مسجد اہلحدیث' چوک دالگراں' لاہور

نعمانی کتب خانہ اردو بازار' لاہور

مکتبہ احیاء السنہ' اردو بازار' لاہور

فاروقی کتب خانہ الفضل مارکیٹ' لاہور

فاران اکیڈمی اردو بازار' لاہور

سبب تالیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ' امابعد!

"حقیقت میلاد" کے نام سے ایک چھوٹا سا کتابچہ میرے اور جناب مولانا حافظ محمد اقبال صاحب رنگونی کے نام سے اکتوبر ۱۹۸۶ء میں مانچسٹر اور اس کے گرد نواح میں تقسیم کیا گیا تھا' جس کے جواب میں مانچسٹر کے مولوی احمد نثار بیگ قادری ولد محمد خان نے چھپی چھپائی کتب میں سے چند اوراق شائع کئے اور خود مانچسٹر کی ایک مسجد میں منبر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بیٹھ کر ہمیں اور ہماری اکابرین کو گالیاں دیں۔ یہ واقع ۱۴ نومبر ۱۹۸۴ء بروز جمعہ کا ہے۔ سات سال بعد روزنامہ "آواز" لندن (یہ اخبار اب بند ہو چکا ہے) کی ۶۔ ستمبر ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں مانچسٹر کے مولوی محمد ظفر محمود فراشوی مجددی (بریلوی رضاخانی) کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس کا عنوان "عید میلاد النبی ؐ کی شرعی حیثیت" تھا۔ جس کا جواب روزنامہ "آواز" لندن کی اکتوبر ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں ہی دے دیا گیا تھا۔ پھر میں نے دونوں مضامین کو چھپوا کر برطانیہ کی تمام مساجد میں بذریعہ ڈاک روانہ کیا تاکہ بریلوی رضاخانی مذہب کے برطانیہ میں موجود مولوی حضرات و علماء پڑھ لیں اور اگر کسی صاحب کو میرے مضمون پر اعتراض ہو تو بذریعہ اخبار جواب دیں۔ لیکن الحمد اللہ کسی مولوی صاحب' اعلیٰ حضرت یا خود ساختہ علامہ صاحب کو جواب دینے کی جسارت نہ ہوئی۔ اخبار میں چونکہ کسی مضمون کی وضاحت کے لئے طویل مضمون نہیں چھپ سکتا۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ "جشن و جلوس عید میلاد النبی ؐ" کی بدعت کا مدلل جواب ایک کتاب کی شکل میں دیا جائے تاکہ سادہ لوح اور کم علم مسلمان اس بدعت پر عمل پیرا ہونے سے پہلے کتاب و سنت کا صحیح موقف سمجھ لیں۔

لہٰذا میں نے کوشش کی ہے کہ مروجہ "جشن و جلوس عید میلاد النبی ؐ" کو کتاب و سنت' عمل صحابہ کرام ؓ' ائمہ کرام' محدثین' مورخین' عربی و عجمی علمائے کرام اور بزرگان دین سے ثابت کروں کہ یہ "بدعت ضلالہ ہے۔ جو عمل مذکورہ بالا ادوار میں نہ ہوا ہو وہ دین حنیف میں کیسے شامل کیا جا سکتا ہے؟

ہماری کسی شخص یا کسی جماعت و فرقہ سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔ نہ ہی زر زمین یا زن کا کوئی جھگڑا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

جہاں کہیں برائی دیکھو تو اسے ہاتھ سے روکو۔ ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو زبان سے روکو اور اگر زبان سے بھی نہیں روک سکتے تو پھر دل سے اسے برا جانو اور یہ (آخری صفت) کمزور ترین ایمان کی نشانی ہے (بخاری)

علماء کرام کا فریضہ ہے کہ وہ حق کو واضح کریں اور شرک و بدعت کی خلاف کھلم کھلا جہاد کریں' اپنی تقریر اور تحریر کا مستقل موضوع توحید و سنت کی ترویج و اشاعت کو بنائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی خاص رحمت سے تمام مسلمانوں کو شرک و بدعات سے محفوظ رکھے اور صرف اور صرف کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہی نجات کا راستہ ہے (آمین)

فضل الرحمان صدیقی مانچسٹر

۱۱۔ نومبر ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک

فضل الرحمٰن صدیقی مانچسٹر

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، امابعد!

اسلام اس لحاظ سے دوسرے مذاہب سے جدا حیثیت رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصل دین کی حفاظت کے دو طریقے اس امت کو عنایت فرمائے ہیں۔ ایک تو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا کہ جس کے ضمن میں کتاب اللہ کی تشریح و توضیح یعنی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہوگئی اور دوسرے ہر دور میں ایک ایسی جماعت کے قائم و باقی رہنے کی بھی بشارت دی جو ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور حق کے بیان کرنے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرے گی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ سو سال بعد ایجاد ہونے والی "بدعت میلاد" کے بارے میں کافی کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن انگلینڈ کے اہل بدعت مولوی اس رسم کے احیاء و ترویج کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ وہ سادہ لوح عوام کو اصل دین تو کیا بتاتے' یہود و نصاریٰ کی نقل میں انہیں چند بے اصل رسومات کا خوگر بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں۔ ان کے نزدیک نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج اور حلال و حرام کی تمیز اتنی اہم نہیں جتنی ان بدعات کی آبیاری اور پاسداری۔

مقام افسوس ہے کہ انگلینڈ میں جہاں پاکستانی و ہندی الاصل مسلمانوں کی دوسری نسل وجود میں آچکی ہے اور جو مغربی تہذیب کے سایہ میں پروان چڑھ کر خود اپنے دین و ایمان کی بازی لگا چکی ہے۔ وہاں بجائے اس کے کہ انہیں تعلیم و تربیت' نصیحت و فہمائش اور پیار و محبت سے اصل دین کی طرف مائل کیا جاتا' بدعتی علماء انہیں میلاد کے جلوسوں' گیارھویں کے لنگروں' مردوں کے ختم اور پیروں فقیروں کے لاتعداد عرسوں پر مشتمل ایک خود ساختہ دین کا علاوی بنا رہے ہیں۔

مقام شکر ہے کہ دیار فرعون میں ایسے علماء حق کی بھی کمی نہیں جو دین کے نام پر کی جانے والی دکانداری کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں اور تحریر و تقریر کے ذریعہ قرآن و سنت کی صحیح تعلیمات کو اجاگر کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں۔ ہمارے قابل صد احترام جناب فضل الرحمان صدیقی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے میلاد کے جواز پر مصر اہل بدعت کے پیش کردہ ہفوات کو قرآن' سنت رسول' تعامل صحابہ کرام' فرمودات ائمہ اجل اور بعد کے ادوار کے علماء عظام کی تحقیقات کی روشنی میں خس و خاشاک کی مانند اکھاڑ پھینکا ہے۔ صدیقی صاحب اہل بدعت کے سرخیل پیشواؤں کی تحریروں کے خوب شناسا ہیں اس لئے انہوں نے کمال محنت کیساتھ ان کے اصل روپ کو نمایاں کیا ہے جو حب رسول کے لبادہ میں درحقیقت اہانت رسول کا غماز ہے۔

امید ہے کہ قارئین صدیقی صاحب کی تحریر سے نہ صرف لطف اندوز ہوں گے بلکہ اس کتاب کے مطالعہ سے وہ سنت اور بدعت کا فرق بھی نمایاں طور پر جان لیں گے۔

ڈاکٹر صہیب حسن
ایم' اے۔ پی' ایچ' ڈی (برمنگھم) فاضل مدینہ یونیورسٹی
ڈائریکٹر القرآن سوسائٹی امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ

دین یا شریعت بازیچۂ اطفال نہیں

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَحدَہٗ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعدَہٗ ـــ اَمَّا بَعدُ: فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ـــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ وَمَا نَھٰکُم عَنہُ فَانتَھُوا (قرآن حکیم سورۃ الحشر) ترجمہ: "اور جو چیز تم کو رسول دے اس کو لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز آجاؤ" ـــ ارشادِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے: مَن اَحدَثَ فِی اَمرِنَا ھٰذَا مَا لَیسَ مِنہُ فَھُوَ رَدٌّ (بخاری، مسلم) ترجمہ: "جس نے ہمارے دین کے معاملے میں کوئی نئی چیز گھڑی تو وہ مردود ہوگی" سورۃ مائدہ میں اللہ تبارک وتعالےٰ کا ارشاد ہے: لِکُلٍّ جَعَلنَا مِنکُم شِرعَۃً وَّمِنھَاجًا ترجمہ: ہم نے تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے ایک شریعت اور ایک راہِ عمل مقرر کی ہے۔

روزنامہ "آواز" لندن کی ۶ر ستمبر ۹۳ء کی اشاعت میں مانچسٹر کے مولوی محمد ظفر محمود فراشوی مجددی بریلوی رضا خانی اور برمنگھم کے صاحبزادہ فیاض الحسن قادری (چشتی صابری بریلوی رضا خانی) کے عید میلاد النبی ؐ کی شرعی حیثیت کے بارے میں طویل مضمون اور بیان شائع ہوئے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ محفل میلاد منعقد کرنے کیلئے کوئی دلیل نہ بھی ہو تو جواز کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ کتاب وسنت میں اس کی ممانعت نہیں اور منکرین کو ممانعت کی دلیل پیش کرنی چاہئے۔ یعنی جو لوگ جشن و جلوس عید میلاد النبی ؐ پر عمل پیرا ہیں انہیں اپنے اس عمل پر دلیل دینے کی ضرورت نہیں بلکہ جو لوگ بدعات وخرافات میں ملوث نہیں اور کتاب وسنت پر عمل کرتے ہیں وہ دلیل دیں کہ وہ یہود نصاریٰ کے طریقہ پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ سبحان اللہ یعنی الٹے بانس بریلی کو

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

جو شخص دین سمجھ کر عبادت (عمل) کرتا ہے اُس کا فرض ہے کہ وہ اپنی عبادت کا قرآن وسنت اور اصول فقہ کی روشنی میں ثبوت پیش کرے۔

مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

وَاَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

"اور نماز قائم کرو"

صاحب قرآن نے فرمایا:

صَلُّوا کَمَا رَاَیتُمُونِی اُصَلِّی

"نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو۔"

اللہ رب العزت کا حکم ہے:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ البَیتِ

"لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خُذُوا عَنِّی مَنَاسِکَکُم

"مجھ سے (حج وعمرہ کے) طریقے سیکھ لو۔"

ہم اپنی مرضی سے نماز اور حج بیت اللہ شریف کا طریقہ ایجاد نہیں کرسکتے۔ اسی طرح کریں گے جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور ؐ کی عظیم جماعت صحابہ کرام ؓ نے کیا۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ ؐ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول وکردار

سو بدعات پر عمل کرنے والوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال جو قرآن وسنت سے مطابقت نہیں رکھتے، چھوڑ دیں۔

یہود ونصاریٰ دعویٰ کرتے تھے کہ ہمارے سوا جنت میں کوئی نہیں جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے ثبوت طلب کیا۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(اے نبی!) آپ فرما دیجئے اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔

مولوی فراشوی صاحب کی طرح روزنامہ جنگ لندن کی اشاعت ۲۸ر ستمبر ۹۳ء میں مولوی محبوب عالم آکسفورڈ اور ایک مولوی قادری اور بریلوی صاحب اور ۲۴ر اکتوبر ۹۳ء کی اشاعت جنگ لندن میں والتھم سٹو لندن کے مفتی غلام رسول کے مراسلات شائع ہوئے' جس میں وہ رقمطراز ہیں کہ عید میلادالنبی ؐ کی محفلیں منعقد کرنا یا جلوس نکالنا وغیرہ کے جائز یا ناجائز ہونے کا ذکر قرآن میں نہیں اور جس کے جواز یا عدم جواز کا ذکر قرآن میں نہ ہو وہ مباح (جائز) کے حکم میں آتا ہے۔

ایسا کہنے سے بریلوی رضا خانی حضرات سادہ لوح اور کم علم مسلمانوں کو مغالطہ دیتے ہیں۔ حالانکہ مباح وہ عمل ہے جو خود صاحب شریعت ؐ نے کیا ہو اور جس پر آپ ؐ کی عظیم جماعت اور جانثار صحابہ کرام ؓ نے عمل کیا ہو۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک ۷۳ فرقوں والی مشہور حدیث میں یہ وضاحت موجود ہے کہ ناجی فرقہ (جنتی) وہ لوگ ہوں گے جو ما انا علیہ واصحابی (میرے اور میرے صحابہ ؓ کے طریقہ پر عمل کریں گے) کے میزان پر پورا اتریں گے۔

مراسلات لکھنے والے صاحبان بریلوی رضا خانی ہیں اور وہ اپنے آپ کو حنفی بھی کہتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت بھی ہیں لیکن جشن و جلوس عید میلادالنبی ؐ نہ سنت رسول ؐ سے ثابت ہے اور نہ ہی حضور علیہ السلام کی عظیم جماعت سے یعنی جو عمل نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور نہ ہی حضور ؐ کے جانثار صحابہ کرام ؓ نے کیا وہ مباح اور جائز کیسے ہو گیا؟

اصول فقہ کی معتبر کتاب "اصول سرخسی" جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۱۷ میں ہے کہ احکام شرع میں دلیل مثبت عمل کرنے کے ذمہ ہے' نہ کہ نافی پر۔ اس اصول کے مطابق دلیل میلاد جشن و جلوس منانے والوں کے ذمہ ہے۔ نہ کہ عدم منع کی دلیل کا سوال مانعین پر"

حنفی مذہب کی معتبر کتابوں ہدایہ' کنزالدقائق وغیرہ میں ہے کہ جس کام کا کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام ؓ سے ثابت نہ ہو اس کام کا کرنا منع ہے۔ اسی طرح علماء حق یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئے ہوئے عمل کا کرنا سنت ہے اسی طرح آپ ؐ کے نہ کئے ہوئے کام کا نہ کرنا بھی سنت ہے اور اہلسنّت کہلانے کا مطلب بھی یہی ہے۔

منزل پہ جب نہ ہو سکی تکمیل جستجو
گمراہیوں کو حاصل ایماں سمجھ لیا

حُبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معیار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيْ فِي الْجَنَّةِ

"جس نے میری سنت سے پیار کیا اس نے مجھ سے پیار کیا اور جس نے مجھ سے پیار کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا" (بخاری)

اس سے ثابت ہوا کہ حب رسول ؐ کا راز سنت پر عمل میں ہے نہ کہ صرف اہلسنّت کہلانے میں۔ اگر ہم نبی

علیہ السلام کی خوشی میں شریک ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ زندگی کے ہر پہلو میں آپ ؐ کی سنت کو مد نظر رکھیں اور صحیح معنوں میں آپ ؐ کے فرمانبردار بن جائیں۔ ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے اجتناب کریں اور غیر اسلامی نظریات نیز شرک وبدعات سے خود کو محفوظ رکھیں۔ فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کریں اور اسلامی اقدار کو از سرنو زندہ کریں۔

بدعت' حبیبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس تین آدمی آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھا' ان کو خبر دی گئی۔ انہوں نے اس کو کم جانا اور کہنے لگے۔ ہماری نبی صلی اللہ کے ساتھ کیا نسبت ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔ ایک آدمی کہنے لگا' میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے آدمی نے کہا' میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا اور افطار نہ کروں گا۔ تیسرے آدمی نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ رہوں گا کبھی نکاح نہ کروں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور فرمایا:

"تم نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں خبردار! اللہ کی قسم میں تمہاری نسبت اللہ سے بہت ڈرتا اور تقویٰ کرتا ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں' سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں"

(متفق علیہ)

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قادری' چشتی' صابری' فراشوی' سہروردی اور مرتضائی، ہوتے تو یقیناً مباح اور مندوب کہتے۔

بدعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں

بدعات کے بارے میں چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

حج کے دنوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلیفتہ الرسول ؐ) نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ "خاموش حج" کر رہی ہے یعنی کسی سے بولتی نہیں۔ وجہ پوچھی تو معلوم ہوا اس نے خاموش حج کا ارادہ کیا ہے۔ اس عورت کو فوراً منع کیا گیا اور فرمایا کہ یہ جائز نہیں یہ بدعت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا۔ یہ جاہلیت کا کام ہے۔ (بخاری' باب الجاہلیہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے آخری لمحات میں ایک نوجوان ان کی عیادت کے لئے آیا۔ وہ واپس جانے لگا تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا' برخوردار! تمہاری چادر ٹخنوں سے نیچی ہے اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں ایک دن عید کی نماز سے قبل ایک آدمی نفل پڑھنے لگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کو نفل پڑھنے سے روک دیا۔ اس آدمی نے کہا کہ نماز پڑھنے میں ابھی تاخیر تھی لہٰذا میں نفل پڑھنے لگا تھا اور اللہ مجھے نماز پڑھنے پر سزا نہ دے گا۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ میں بالیقین جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں نماز پڑھنے پر سزا نہیں دے گا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے گا۔

(البجنہ صفحہ ۲۸۵' نظم البیان صفحہ ۷۳)

حُبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا راز سنت پر عمل کرنے میں ہے نہ کہ اہل سنت کہلانے میں۔ لہٰذا غیر اسلامی نظریات اور شرک و بدعات سے پرہیز کرنا چاہئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا گزر مسجد میں ذاکرین کی ایک جماعت پر ہوا۔ ان میں ایک شخص کہتا تھا' سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو تو حلقہ نشین لوگ کنکریوں پر سو مرتبہ تکبیر کہتے پھر وہ کہتا' سو بار لاالہ الا اللہ پڑھو تو وہ سو بار تہلیل پڑھتے پھر وہ کہتا' سو بار سبحان اللہ کہو تو وہ سنگریزوں پر سو دفعہ تسبیح پڑھتے۔

یہ دیکھ کر حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

"تم ان سنگریزوں اور کنکریوں پر کیا پڑھتے تھے؟"

لوگ کہنے لگے: ہم تکبیر و تہلیل و تسبیح پڑھتے رہے ہیں۔

ابن مسعودؓ نے فرمایا:

"تم ان کنکریوں پر اپنے گناہ شمار کیا کرو میں تمہاری نیکیوں کا ضامن ہوں وہ ضائع نہ ہوں گی۔ تعجب ہے تم پر اے امت محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا جلد ہی تم ہلاکت میں پڑ گئے ہو؟ ابھی تک حضورؐ کے صحابہ کرامؓ تم میں بکثرت موجود ہیں اور ابھی تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پرانے نہیں ہوئے اور ابھی آپؐ کے برتن نہیں ٹوٹے"

اور پھر فرمایا: اندریں حالات تم بدعت اور گمراہی کا دروازہ کھولتے ہو۔

(مسند دارمی صفحہ ۳۸: المنہاج الواضح صفحہ ۱۲۶)

علامہ قاضی ابراہیم' حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کو ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔

میں عبداللہ بن مسعودؓ ہوں۔ خدائے وحدہ لاشریک کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ تم نے یہ نہایت تاریک اور سیاہ بدعت ایجاد کی ہے' کیا تم علم میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے بڑھ گئے ہو؟

(مجالس الابرار صفحہ ۱۳۳' المنہاج الواضح صفحہ ۱۲۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ اگرچہ تکبیر و تہلیل اور تسبیح و تحمید کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور وہ محبوب ترین ذکر ہے۔ اجتماعی طور پر حلقہ بنا کر اس کا یہ خاص طرز و طریقہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ کا بتایا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ خود تمہارا ایجاد کردہ ہے لہٰذا یہ بدعت ضلالت بھی ہے اور گمراہی بھی' بدعت عظمیٰ بھی ہے اور بدعت ظلماء بھی۔

برادران محترم!

یہ بدعت آج بھی جاری ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس زمانے میں کنکریوں پر پڑھا جاتا تھا آج کھجور کی گٹھلیوں اور کابلی چنوں پر اجتماعی طور پر حلقہ بنا کر پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ بدعت میت کے گھر اور مسجد میں ختم شریف اور قل شریف کے نام پر بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔

اس بدعت کو بریلوی عبدالسمیع صاحب بھی مانتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "عبداللہ ؓ بن مسعود نے جہر سے اللہ کا ذکر کرنے والی ایک جماعت کو دھمکایا اور ان کے اس فعل کو بدعت قرار دیا۔" کتب فقہ اور حدیث میں یہ روایت مذکور ہے۔" (انوار ساطعہ صفحہ ۲۴)

☆ درود شریف کا پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے مگر انفرادی طور پر اور آہستہ۔

علامہ محمد بن محمد الخوارزی بزازی حنفی المتوفی ۸۲۷ھ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ:

"قاضی صاحب کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے کہ جہر سے ذکر کرنا حرام ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے صحیح روایت کے ساتھ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ انہوں نے ایک جماعت کو مسجد سے محض اس لئے نکال دیا تھا کہ وہ بلند آواز سے لا الہ الا اللہ اور بلند آواز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتی تھی اور فرمایا کہ میں تمہیں بدعتی ہی خیال کرتا ہوں۔"

(فتاویٰ بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۵)

انقلاب زمانہ دیکھیے کہ آج جو شخص لاکھوں اور کروڑوں والا من گھڑت اور جعلی درود و سلام نہیں پڑھتا۔ رضا خانی بدعتی اس کو مسجد سے نکال دیتے ہیں۔ مگر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے مسجد میں بلند آواز کے ساتھ درود شریف پڑھنے والوں کو مسجد سے نکال دیا۔

☆ صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے ہاتھوں کے گودنے اور گدوانے والی اور بالوں کو نوچنے والی اور حسن کو نمایاں کرنے والی اور قدرتی پیدائش کی وضع کو بدلنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی۔

ایک عورت ام یعقوب کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ آئی اور کہنے لگی "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس اس طرح لعنت بھیجی ہے؟" حضرت ابن مسعود ؓ نے فرمایا:

"میں کیوں نہ اس شخص پر لعنت بھیجوں جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملعون کہا ہو اور پھر وہ کتاب اللہ میں بھی ہو۔ عورت کہنے لگی، میں نے پورا قرآن پڑھا ہے لیکن مجھے تو کہیں پر لعنت کا حکم نہیں ملا۔ آپ ؓ نے فرمایا، اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو یہ ارشاد ضرور مل جاتا۔ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞

"جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے پر) سخت عذاب دینے والا ہے" (الحشر: ۷)

ام یعقوب بولی: ہاں! یہ آیت تو پڑھی ہے۔

ابن مسعود ؓ نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی نمود و نمائش سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری کتاب التفسیر)

نہ لو ارشاد مرشد کو حدیث مصطفیٰ کے ہوتے
قیاس مجتہد چھوڑو حدیث مصطفیٰ کے ہوتے

☆ ایک شخص نے حضرت ابن عمر ؓ کے پہلو میں چھینک ماری اور کہا الحمد للہ والسلام علیٰ رسول اللہ ﷺ تو

حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا، اس کا تو میں بھی قائل ہوں کہ الحمد للہ والسلام علیٰ رسول اللہ لیکن ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ ہمیں

اس موقع پر تعلیم دی گئی ہے کہ ہم الحمد اللہ علیٰ کل حال کہا کریں (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۸، مشکوۃ جلد ۲ صفحہ ۴۰۶)

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ چھینک مارنے والا الحمد للہ کہے مگر اس موقع پر والسلام علیٰ رسول اللہ کے الفاظ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم نہیں دی۔ پوچھئے ابن عمرؓ سے کہ آپؓ نے درود سلام سے کیوں منع کیا اور والسلام علیٰ رسول ﷺ اللہ کے الفاظ سے آپ کو کیا تکلیف ہوئی۔

قائد اعظم اور علامہ اقبال پر کفر کے فتوے لگانے والو! لگایئے فتویٰ حضرت ابن عمرؓ پر، کہہ دیجئے جو آپ کے منہ میں آتا ہے اگر کوئی اور کہتا تو وہ منکر و مردود ہوتا مگر صحابیؓ رسول ﷺ پر آپ خاموش کیوں ہوگئے؟ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا بھی گناہ ہے؟ بے موقع اور بے محل درود وسلام سے تو وہابی منع کیا کرتے ہیں آپ اس زمرہ میں کیسے شامل ہو گئے مگر وہ تو سراپا مطیع رسول ﷺ تھے اور حمد وسلام کے موقع اور محل کو بخوبی جانتے تھے اس لئے انہوں نے اس سے منع کیا۔

حضرت سالمؓ بن عبید کے پاس ایک شخص نے چھینک ماری اور کہا، السلام علیکم۔ حضرت سالمؓ نے جواب دیا: "تم پر اور تمہاری ماں پر"

اس جملہ سے وہ شخص ناراض ہو گیا حضرت سالمؓ نے کہا، بہرحال میں نے صرف وہی کچھ کہا ہے جو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۸، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۲۰)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عروہ بن زبیرؓ دونوں مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے پاس بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے ہیں ہم نے حضرت ابن عمرؓ سے ان لوگوں کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ بدعت ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۰۹)

اہل بدعت کی عادت

اہل بدعت کی عادت ہے کہ وہ اپنی خواہش اور عقل کو ہر مقام پر داخل کر دیتے ہیں کہ اس میں حرج کیا ہے؟ اس میں کیا گناہ اور عیب ہے؟ اس میں کیا خرابی ہے؟ یہ بھی جائز ہے یہ بھی مستحب اور کار ثواب ہے وغیرہ وغیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اور صحابہ کرامؓ کے دور میں کسی کو یاد نہیں آیا کہ کہے یہ مندوب ہے یہ مباح ہے۔

اہل بدعت کی فطرت ہے کہ وہ احکام عامہ سے امور خاصہ ثابت کرنے کی بے جا کوشش کرتے ہیں۔ بس ہم ان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں جو چیز شریعت مطہرہ نے جس جگہ رکھی ہے اس کو اسی جگہ رہنے دیجئے۔ نہ مطلق کو مقید کریں اور نہ مقید کو مطلق نہ عام کو خاص کریں اور نہ خاص کو عام۔ غیرمکیف کیفیت اور ہیئت مخصوصہ کو زنجیر میں نہ جکڑیں جس کو اجتماعی صورت میں کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اس کو مجتمع ہو کر نہ کریں۔ اور جس کو باآواز بلند کرنے کا حکم شریعت نے نہیں دیا اس کو بلند آواز سے ادا نہ کریں اور غیر معین وقت کو کسی وقت کے ساتھ خاص نہ کریں۔ کیونکہ یہ تشریع جدید اور تبدیل دین ہے جس کا نام بالفاظ دیگر بدعت ہے اور اہل سنت والجماعت کا دامن اس قبیح حرکت سے یقیناً پاک ہے۔

☆ حضرت مجاہد (المتوفی ۱۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے ساتھ ایک مسجد

میں نماز پڑھنے کی غرض سے داخل ہوا۔ اذان ہو چکی تھی، ایک شخص نے تثویب شروع کر دی ابن ابی شیبہ، مجاہد کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ایک موذن نے اذان کے بعد الصلواۃ، الصلواۃ کے الفاظ سے تثویب کی اور لوگوں کو نماز کی دعوت دی تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ تو پاگل ہے، تیری اذان میں جو دعوت تھی کیا لوگوں کو بلانے کیلئے وہ ناکافی تھی؟

حضرت ابن عمرؓ نے مجاہد سے فرمایا۔

"مجھے یہاں لے چل اس لئے کہ یہ بدعت ہے"

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۷۹)

حضرت ابن عمرؓ اس مسجد سے چلے گئے اور وہاں نماز ادا نہ کی۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔

"مجھے اس بدعتی کے ہاں سے لے چل اور وہاں نماز ادا نہ کی" (ترمذی جلد ا صفحہ ۲۸)

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کو کسی ختنہ میں دعوت دی گئی تو انہوں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ جب ان سے اس انکار کی وجہ دریافت کی گئی تو صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ:

"ہم لوگ زمانہ رسالت ماٰب علیہ الصلواۃ والسلام میں ختنوں میں نہیں جایا کرتے تھے اور نہ ہی اس کیلئے ہمیں دعوت دی جاتی تھی۔"

(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۲۱۷)

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص نے بھی اسی قاعدے سے کام لیا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ختنوں میں بلائے جانے کا رواج نہ تھا اور نہ لوگوں کو دعوتیں دی جاتی تھیں لہٰذا وہ اس میں شریک ہونے پر آمادہ نہیں ہوئے۔

آپ نے دیکھ لیا حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عثمان بن ابی العاص وغیرہم جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے نماز جیسی بہترین عبادات اور ذکر جیسی اعلیٰ قربت اور درود شریف جیسی عمدہ اطاعت ختنوں میں لذیذ کھانوں کی دعوت یعنی لنگر شریف وغیرہ کو مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت اور پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنے سے محض اس لئے منع کیا کہ اس طرز و طریقہ سے یہ کام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کئے اور ان کی ترغیب بھی نہیں دی اور نہ ہی آپ ؐ کے عہد مبارک میں ایسا ہوتا تھا اس لئے یہ امور بدعت ہیں اور معمولی بدعت بھی نہیں۔ بدعت عظمیٰ اور بدعت ظلماء بلکہ ضلالت بھی ہیں اور گمراہی بھی ہیں۔

(اعاذنا اللہ تعالیٰ منھا)

خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک وہی عمل مقبول ہو گا جو اخلاص اور اتباع سنت کی کسوٹی پر پورا اترتا ہو۔ اگرچہ وہ عمل میں کم ہی کیوں نہ ہو اور ایسا عمل بالکل رائیگاں ہو گا جو دیکھنے میں تو پہاڑ جتنا نظر آئے لیکن اس میں اخلاص اور اتباع سنت کی جان اور روح موجود نہ ہو۔

اب آخری روایت بھی پڑھ لیجئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ گھر میں کسی بی بی نے کہہ دیا کہ اگر عبدالرحمٰن کے بچہ پیدا ہوا تو ہم عقیقہ میں ایک اونٹ ذبح کریں گے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سن کر فرمایا:

(صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف یہ کہنے کی جسارت نہ کی کہ یہ کلم مندوب اور مباح ہے۔ صحابہ کرامؓ نے بلند آواز میں درود شریف پڑھنے والوں کو مسجد سے نکال دیا' عقیقہ اونٹ ذبح کرنے اور عید کی نماز سے قبل نوافل پڑھنے سے روک دیا)

ترجمہ: نہیں بلکہ سنت ہی افضل ہے وہ یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کافی ہے۔ (مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۲۳۸)

اونٹ اور دو بکریوں کی قیمت اور گوشت کا اگر موازنہ کیا جائے تو نمایاں فرق نظر آئے گا۔ مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دو بکریوں کے بجائے اونٹ پر محض اس لئے راضی نہیں کہ ان کے نزدیک یہ سنت کے خلاف ہے۔ اس لئے اگر اس کی قیمت یا گوشت زیادہ ہے تو پھر بھی اس کی چنداں قدر نہیں بلکہ سنت افضل ہے اور اس کی پابندی لازم ہے۔

ہم نے گزشتہ صفحات میں دور صحابہ کرامؓ کی چند بدعات کا ذکر کیا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ ایسی بدعات مزید لکھی جائیں۔ لیکن ہمارا یہ مضمون اس طوالت کی اجازت نہیں دیتا لہٰذا چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

مذکورہ روایات لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو یہ ذہن نشین کرایا جائے کہ جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ جانثار اور عظیم جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانہ میں بدعت تھا وہ آج بھی بدعت ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بدعتی جماعت کے لوگ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات تسلیم نہیں کرتے لہٰذا انہوں نے فرائض وسنتوں کو چھوڑ کر بدعات کو سینے سے لگایا ہوا ہے اس کی زندہ مثال وکٹوریہ پارک مسجد (مانچسٹر کی ایک خانقاہ) ہے جہاں ذکر واذکار اور درود شریف پڑھنے کا وہی طریقہ اپنایا ہوا ہے جس کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک بدعتی جماعت کو مسجد سے نکلوا دیا تھا۔ مانچسٹر کی ایک خانقاہ میں روشنیاں بند کر کے اجتماعی طریقہ پر بلند آواز سے درود شریف پڑھا جاتا ہے حالانکہ یہ قرآن پاک کی درج ذیل آیت کے صریحاً خلاف ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ

"اپنے رب کو خشوع وخضوع اور چپکے چپکے پکارا کرو"

(الاعراف:۵۵)

اہل حق علماء کرام اپنی تقاریر میں یا اخباری بیان ومضمون میں بدعات کا پوسٹ مارٹم کرتے ہیں تو کہہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ قرآن وسنت میں اس کی ممانعت نہیں لہٰذا یہ مباح اور مندوب ہے لیکن صحابہ کرامؓ کے زمانے میں کسی کو مباح اور مندوب کہنے کی نہیں سوجھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کے حکم میں میانہ روی اختیار کرنے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ اہل بدعت نے جو بدعتیں ایجاد کی ہیں ان کو ترک کرنا جبکہ سنت اس سے قبل جاری ہے اور سنت کو مضبوطی سے پکڑنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سنت دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ بدعت سے

اجتناب کر۔ صحابہ کرامؓ معاملات کی تہہ تک پہنچنے پر قوی تر تھے اور جس حالت پر وہ تھے وہ افضل ترین حالت تھی۔ سو اگر ہدایت وہ ہے جس پر تم گامزن ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ سے فضیلت میں بڑھ گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں سنت رسول کریمؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کا بتلایا ہوا اور متعین کیا ہوا طریقہ ہے۔ سنت کے خلاف جو بدعت تھی اس پر بھی ان کی نگاہ تھی مگر انہوں نے خلاف سنت کوئی عمل نہیں کیا لہٰذا تم اسی چیز کو اپنے لئے پسند کرو جس کو اصحابؓ رسولؐ پسند کر چکے ہیں وہ بڑی فضیلت کے مالک اور دور رس نگاہ والے تھے اگر آج یہ بدعات جائز اور کار ثواب ہیں تو اس کا یہی مطلب نکلے گا کہ ہم علم اور تقویٰ میں دیانت اور ہدایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی عظیم جماعت سے سبقت لے گئے ہیں۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۷۷)

محبت رسول اللہ تو ہر مسلم کے دل میں ہے
جو خود کو ہی محب سمجھے ریاکاری کے بل میں ہے
ہے دعویٰ ان کو خود اپنے ہی عاشق زار ہونے کا
نہ جانے کیوں یہ خوش فہمی ریاکارانہ دل میں ہے
بنے بیٹھے ہیں عاشق' عشق میں توہین کرتے ہیں
نہیں ان کے سوا کوئی مسلماں' یہ ان کے دل میں ہے

بدعت کی تعریف

بدعت کا لغوی معنیٰ:

دین میں کوئی نئی بات یا نئی رسم نکالنا' نیا دستور یا رسم و رواج' سختی' ظلم' جھگڑا فساد' شرارت۔

(فیروز اللغات صفحہ ۱۹۴)

بدعتی: مذہب میں نیا طریقہ نکالنے والا' بری رسم جاری کرنے والا' فساد پھیلانے والا۔

بدعۃ: دین میں تکمیل کے بعد نئی رسم نکالنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین میں نئی بات بیان کرنا۔

(اللسان: صفحہ ۱۱۵)

بدع: نئی ایجاد' انوکھا' (لغات القرآن صفحہ ۶۵)

بدیع: نئی طرح بنانے والا' بغیر نمونہ کے بنانے والا موجد' اللہ کا صفاتی نام (لغات القرآن صفحہ ۶۴)

البدعۃ: بغیر نمونہ کے بنائی ہوئی چیز' دین میں نئی رسم' وہ عقیدہ یا عمل جن کی اصل قرون ثلاثہ مشہود لھا بالخیر میں نہ ملے۔

البدیع: اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ نیز انوکھی چیز بنانے والا۔ قرآن پاک میں ہے:

"اللہ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"

اللہ نے آسمان و زمین کو بغیر کسی نمونہ کے پیدا کیا۔

(البقرہ: ۱۱۷)

المبتدعون: بدعتی لوگ

(مصباح اللغات: صفحہ ۵۱)

بدعا: کسی چیز یا سلسلہ کا آغاز کرنے والا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

آپ کہہ دیجئے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں آیا۔

(احقاف:۹)

(مترادفات القرآن صفحہ ۸۶۵، المنجد صفحہ ۷۶)

بدعت کا شرعی معنی: حافظ بدرالدین عینی حنفی المتوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

"بدعت اصل میں اس چیز کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی سابق مثال اور نمونہ کے ایجاد کی گئی ہو اور شریعت میں بدعت کا اطلاق سنت کے مقابلہ میں ہوتا ہے لہٰذا وہ مذموم ہی ہوگی۔" (فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۲۱۹)

علامہ مرتضٰی الزبیدی حنفی فرماتے ہیں:

"ہر نئی ایجاد کردہ چیز بدعت ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیز شریعت کے اصول کے مخالف ہو اور سنت سے موافقت نہ کرتی ہو۔"

(تاج العروس جلد ۵ صفحہ ۲۱۷)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بدعت سے مراد وہ چیز ہے۔ جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جو اس پر دلالت کرے وہ شرعی طور پر بدعت نہیں ہوگی۔ اگرچہ لغوی طور پر بدعت ہوگی۔"

(جامع العلوم والحکم صفحہ ۱۹۳)

اور بعینہٖ ان الفاظ سے بدعت کی تعریف علامہ معین بن صفی المتوفی ۸۸۹ھ نے شرح اربعین نووی میں کی ہے۔ (الجنۃ صفحہ ۱۵۹)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"بدیع السموت" کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر کسی سابق مثال اور نمونہ کے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لغت میں ہر نئی چیز کو بدعت کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بدعت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

"جس نے دین میں کوئی ایسا کام کیا جس کی بنیاد شریعت میں نہیں تو وہ کام مردود ہے۔"

(بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ

"جس نے میرے طریقے سے منہ موڑا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں" (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔

"بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت ہے اور بدترین کام دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کی طرف دھکیلنے والی ہے" (مسلم)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْمُحْدَثَاتِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ ضَلَالَةٌ

"دین میں نئی چیزیں داخل کرنے سے بچو' اس لئے کہ ہر نئی بات گمراہی ہے۔"

(ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمام بدعتیں گمراہی ہیں اگرچہ بظاہر لوگوں کو اچھی ہی لگیں۔ (دارمی)

بدعتی کی حمایت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرتا ہے جو غیراللہ کے نام پر جانور ذبح کرتا ہے' جو زمین کی حدیں تبدیل کرتا ہے' جو اپنے والد پر لعنت کرتا ہے اور جو بدعتی کو پناہ دیتا ہے۔ (مسلم)

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں اتنی صفائی ہو
ادھر فرمان محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

بدعتی اور حوض کوثر

قیامت کے روز بدعتی حوض کوثر کے پانی سے محروم رہیں گے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا جو وہاں آئے گا پانی پیے گا اور جس نے ایک بار پانی پی لیا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ بعض ایسے لوگ بھی وہاں آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا (اور سمجھوں گا کہ یہ میرے امتی ہیں) اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے (کہ میں ان کا رسول ؐ ہوں) پھر انہیں مجھ تک آنے سے روک دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یہ تو میرے امتی ہیں لیکن مجھے بتایا جائے گا' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیسی کیسی بدعتیں رائج کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر میں کہوں گا کہ وہ لوگ دفع دور ہو جائیں جنہوں نے میرے بعد میرا دین بدل ڈالا۔"

(بخاری' مسلم)

اہل بدعت کے اعمال اللہ کے ہاں مردود ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جو دین میں نہیں تو وہ کام اللہ کے ہاں مردود ہے۔" (بخاری' مسلم)

بدعتی کی توبہ قابل قبول نہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بدعتی کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک وہ بدعت نہ چھوڑے۔" (طبرانی)

بدعت کے کام جاری کرنے والے پر اللہ کی' اللہ کے فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے؟ انہوں نے کہا' ہاں! فلاں جگہ سے لیکر فلاں جگہ تک کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا' جو شخص یہاں کوئی بدعت رائج کرے گا اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔ (بخاری)

بدعات مسلمانوں میں فرقہ بندی انتشار اور اختلافات کا باعث ہیں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے عائشہ! جن لوگوں نے دین میں فرقہ بندی اور گروہ بندی پیدا کی وہ اہل بدعت اور خواہش پرست لوگ ہیں ان کی توبہ اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک وہ بدعت نہ چھوڑ دیں میں ان کے گناہوں سے بری الذمہ ہوں اور وہ مجھ سے (یعنی میری سفارش سے) بری الذمہ ہیں (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بدعتی کے سلام کا جواب نہیں دیا کرتے تھے

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا فلاں آدمی نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا' میں نے سنا ہے کہ اس نے فلاں بدعت شروع کی ہے' اگر یہ صحیح ہے تو اسے میری طرف سے سلام مت پہنچانا (ترمذی)

بدعت سے سنت کو مٹانا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ میرے بعد کچھ مرد تمہارے امور کے سرپرست بنیں گے وہ بدعت سے سنت کو مٹائیں گے۔ (ابن ماجہ)

حضرت حسان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو لوگ دین میں کوئی بدعت اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں سے اسی قدر سنت اٹھالیتا ہے اور پھر وہ سنت قیامت تک ان لوگوں میں نہیں لوٹاتا (داری)

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شیطان کو گناہ کے مقابلے میں بدعت زیادہ پسند ہے کیونکہ گناہ سے توبہ کی جاتی ہے جبکہ بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی۔ (شرح السنہ)

وضاحت: بدعت چونکہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کی جاتی ہے اس لئے بدعتی اس سے توبہ کرنے کے بارے میں کبھی نہیں سوچتا تاآنکہ اس کا بنیادی عقیدہ صحیح نہ ہو جائے۔

احسان فراموشی کی بدترین مثال

احسان فراموشی کی اس سے بڑھ کر بدترین مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ غیر مسلم تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم وارشاد اور سنت کی قدر و قیمت کا اعلان کریں اور ہم غیروں کی صورت و سیرت گفتار و کردار اور رسم و فیشن پر ریشہ خطمی ہوں۔ حیف صد حیف ہے اس برائے نام عشق و محبت کے جھوٹے دعوؤں پر۔

خلاصہ امر یہ ہے کہ کتاب و سنت کی کسوٹی پر کسے بغیر خود ساختہ بدعات اور خود ساختہ رسوم کو تسلیم کرنے میں ہر مسلمان کو عمیق غور و فکر کرنا اور ہر مسئلہ کی اسلامی حیثیت سے کما حقہ آگاہ ہونا از بس لازم اور ضروری ہے اور بغیر اتباع کتاب و سنت کے' خدا اور اس کے رسول ؐ کی محبت کا دعویٰ بالکل بے بنیاد اور سراسر بے کار ہے۔

مولوی احمد رضاخان صاحب بریلوی کے والد ماجد مولوی نقی علی خان صاحب کا اتباع سنت کے بارے میں ارشاد

مولوی احمد رضاخان بریلوی قادری کے والد ماجد مولوی نقی علی خان صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ دعویٰ محبت خدا اور رسول بدون اتباع سنت سراسر لاف و گزاف ہے (سرور القلوب صفحہ ۳۳۹)

بریلوی مکتبہ فکر کے پانچویں امام مجدد ملت اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضاخاں بریلوی کی بدعت کے بارے میں وضاحت

فریق مخالف بریلوی حضرات کے مجدد اعلیٰ حضرت بریلوی قادری تمباکو حلال بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"رہا اس کا بدعت ہونا یہ کچھ باعث ضرر نہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ کہ امور دین میں تو اس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہے۔"

(احکام شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۶۸)

احمد رضاخان بریلوی' ساقی کوثر؟

آپ پچھلے صفحات میں پڑھ آئے ہیں کہ فرشتے بدعتیوں کو حوض کوثر کے قریب نہیں آنے دیں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حوض کوثر سے "سُحْقًا سُحْقًا" کہتے ہوئے بھگا دیں گے لیکن حیرت و تعجب ہے بدعتیوں کی اس قابل مذمت جسارت پر وہ کہتے ہیں کہ اگر قیامت کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے پانی نہ ملا تو وہ مولوی احمد رضا صاحب سے حوض کوثر کا پانی طلب کریں گے۔

اہل ایمان اور علمائے حق کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام حوض کوثر پر کھڑے ہوں گے اور اپنی امت کے پیاسوں کو پانی پلائیں گے اور قرآن مجید سے بھی ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حوض کوثر عطا کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ۝

بلاشبہ ہم نے آپ ؐ کو "حوض" کوثر عطا کیا۔

اسی طرح تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حشر کے میدان میں یا تو حق تعالیٰ کے عرش کا سایہ ہو گا یا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے والے "حمد کے جھنڈے" کا اس کے علاوہ کہیں کوئی سایہ نہ ہو گا لیکن بدعتیوں کی یہ کتنی بڑی ناپاک جسارت اور گستاخی ہے کہ حضور ؐ کو ساقی کوثر سمجھنے کی بجائے بانس بریلی کے مولوی کو ساقی کوثر ٹھہرا

رہے ہیں جو خود بھی اپنے کفریہ، شرکیہ اور بدعتی و تکفیری عقائد کی وجہ سے انشاءاللہ حوض کوثر کے پانی اور ہر قسم کے سائے سے محروم ہو گا۔ اب بدعتیوں کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو
اپنے سایہ میں چلا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت صفحہ ۴۷)
مطبوعہ رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی

اعلیٰ حضرت بریلوی کے ایک مرید خاص نے آپ کی مدح میں ایک کتاب مدائح اعلیٰ حضرت کے عنوان سے لکھی ہے اور آج تک کسی بریلوی نے اس کتاب کی تردید اور مذمت میں ایک لفظ تک نہیں لکھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے جملہ مندرجات بریلویوں کے نزدیک مسلم اور ناقابل تردید ہیں۔

ساقی کوثر کے اشعار ضمناً یہاں آگئے ورنہ ہمارے کتابچہ کا موضوع بدعتیوں کے عقائد نہیں ہیں۔ بدعتیوں کے عقائد کیا ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

جو شخص میرے بعد زندہ رہا وہ زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ سو تم پر لازم ہے کہ تم میری اور میرے خلفائے راشدین ؓ کی سنت کو جو ہدایت یافتہ ہیں مضبوط پکڑو اور اپنی ڈاڑھوں سے محکم طور پر اس کو قابو میں رکھو اور تم نئی نئی چیزوں سے بچو کیونکہ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۲، ابن ماجہ صفحہ ۵، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۷۶، مسند دارمی صفحہ ۲۴، مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۲۷)

ہم عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جشن و جلوس کیوں نہیں مناتے؟

کیا بڑھتی ہے محبت مصطفیٰ ؐ دین میں اضافہ سے بتایا عید جو یوم ولادت کو قیافہ سے

ہم عید میلادالنبی ؐ و جلوس اس لئے نہیں مناتے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تریسٹھ سالہ زندگی (چالیس سالہ قبل از نبوت تیئس سالہ بعد از نبوت) میں اپنی میلاد پر جشن نہیں منایا اور نہ ہی انہوں نے کوئی جلوس نکالا۔ آپ ؐ نے اپنی چار صاحبزادیوں اور لڑکوں کا یوم میلاد نہیں منایا۔ آپ ؐ نے اپنے نواسوں حسن ؓ اور حسین ؓ کے میلاد پر جشن و جلوس نہیں منایا۔ آپ ؐ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام ؓ نے حضور ؐ کا کوئی میلاد نہیں منایا۔ چراغاں نہیں کیا، گدھوں، خچروں، گھوڑوں اور اونٹوں پر بیٹھ کر جلوس نہیں نکالے۔ خیرالقرون کے کسی بزرگ نے خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل (رحمہم اللہ) نے اور نہ ہی ان کے کسی شاگرد نے عید میلادالنبی ؐ منائی نہ چراغاں کیا، نہ جھنڈیاں لگائیں اور نہ ہی جلوس نکالے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت آپ ؐ کی ولادت باسعادت سے لیکر آپ ؐ کی وفات تک تریسٹھ مرتبہ آچکا تھا۔ خلافت ؓ راشدہ میں تیس مرتبہ، خلافت امیر معاویہ ؓ میں بیس مرتبہ اور حضرت امام ابوحنیفہ کی وفات تک ۲۹۴ دفعہ آچکا تھا۔ ایسا نہیں ہوا کہ یہ دن آپ ؐ کی حیات طیبہ میں صرف ایک آدھ بار آیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ؓ کسی دوسری

ہنگامی صورت سے دوچار ہونے کی وجہ سے اس دن کے اہتمام کی طرف دھیان یا توجہ نہ دے سکے ہوں اور نہ ہمارے قابل فخر سلف صالحین اتنے کم کوشش اور کم ہمت تھے کہ انہوں نے جان بوجھ کر اس دن میں کوئی دلچسپی نہ لیکر معاذ اللہ کسی سرد مہری کا مظاہرہ کیا ہو۔ اس لئے ہم پوری ذمہ داری سنجیدگی کے ساتھ اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ صاحب میلادؐ نے اپنی تریسٹھ سالہ حیات طیبہ میں قولاً' فعلاً' صراحۃً" اور نہ ہی اشارۃً" اپنے اس میلاد کو عید اور جشن کا درجہ دیا ہو۔ نہ خلفاءؓ راشدین نے اس کی طرح ڈالی۔ نہ کسی صحابیؓ نے یہ دن منایا اور نہ ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اپنی کسی اولاد کی میلاد منائی۔ اور نہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ نے اس دن کو جشن کا درجہ دیا اور نہ ہی کسی بزرگ نے گدھوں' خچروں' گھوڑوں اور اونٹوں پر ایسا جلوس نکالا۔ حضرت امام ابو حنیفہ' حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی' حضرت امام احمد بن حنبل' حضرت عمر بن عبدالعزیز' حضرت امام بخاری' حضرت امام مسلم' حضرت امام ترمذی' امام داؤد' امام نسائی' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمہم اللہ) نے جشن و جلوس عید میلاد النبیؐ نہ منائی نہ مولفین صحاح ستہ نے اپنی صحاح (احادیث) میں اس یوم میلاد کے احکام بیان کئے اور نہ سیرت نگاروں اور مورخوں نے اس دن کے جلوس کی کیفیت یا فرائض پر روشنی ڈالی اور پھر حیرت و تعجب کی بات یہ ہے کہ ہماری پہلی چار صدیاں جو کہ احناف کے نزدیک دور اجتہاد کی آخری حد ہیں' بھی اس بدعت سے محفوظ اور خاموش گزر جاتی ہیں بلکہ حقیقت ہے کہ ہماری ابتدائی چھ صدیوں کے آخر تک پورے عالم اسلام کے تمام اطراف و اکناف میں اس بدعت کا وجود تو کیا نام و نشان تک نہیں ملتا۔

جشن و جلوس عید میلاد النبیؐ دور صحابہؓ تابعینؒ' تبع تابعین یعنی قرون ثلاثہ جسے خیر القرون کہا گیا ہے' میں نہ تھا۔

راہ سنت پر چلا جائے سالک بے دھڑک
جنت الفردوس کو جاتی ہے یہ سیدھی سڑک

صحابہ کرامؓ اور امت مسلمہ کی قرآن پاک میں تعریف

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

"تم سب امتوں میں سے بہترین امت ہو جو انسانوں کی بھلائی کیلئے بھیجی گئی ہے۔ تم اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو" (آل عمران:۳۴)

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو نہ تو طاقتور امت کہا ہے اور نہ ہی دولت مند بلکہ بہتر اور بھلی امت کہا۔ اس لئے کہ اس امت کا کام دنیا میں نیکی کی تعلیم دینا اور بدی سے روکنا ہے۔

صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر عابد و زاہد متقی و پرہیز گار اور کوئی نہیں گزرا یہی

وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اپنی دائمی خوشنودگی اور رضا کی سند ان پاکیزہ الفاظ سے عنایت فرمائی۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

اور جو لوگ سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے ہیں اور جو ان کی پیروی کرنے والے ہیں نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو چکا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے (توبہ:۱۰۰)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام ازلی میں تمام سابقین اولین کو خواہ وہ مہاجر ہوں یا انصار اور ان کے سچے پیروکاروں کو اپنی ابدی رضا اور خوشنودی کی بشارت دی ہے اور اسی ارشاد الٰہی میں مہاجرین اور انصار کے سابقین اور لاحقین دونوں گروہوں کو رضائے الٰہی کی سند مل چکی ہے کہ خدا ان سے راضی ہے' وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی ہمارے لئے معیار حق قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو؁ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

"بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ چکے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ سب کے سب فرقے دوزخ میں جائیں گے مگر صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ صحابہ کرام؄ نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ فرمایا' یہ وہ فرقہ ہوگا جو میرے اور میرے صحابہ؄ کے طریقے پر ہوگا۔"

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۸۹' مستدرک جلد ا صفحہ ۱۲۹)

یعنی نجات حاصل کرنے والا صرف وہی ہے جو صحابہ کرام؄ کی جماعت کا ساتھ دینے والا ہوگا اور اسلام کی اس جماعت سے کٹ کر الگ نہ ہونے والا ہوگا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ جیسے نبی کریم علیہ السلام اور حضرات خلفاء راشدین؄ کی سنت ہمارے لئے مشعل ہدایت ہے' اسی طرح "ما انا علیہ واصحابی" کے ارشاد کے تحت حضرات صحابہ کرام؄ کے اقوال واعمال بھی ہمارے لئے معیار حق ہیں۔ آج ہر آدمی اور ہر جماعت یا ہر فرقہ "ما انا علیہ واصحابی" کے تحت اہلسنت والجماعت بنا پھرتا ہے ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھئے کہ ان کے اعمال ان کی عبادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہیں اور سنت کے بعد حضور؀ کی عظیم اور تربیت یافتہ "الجماعت" کے ساتھ ملتے ہیں؟ حضرات صحابہ کرام کا کسی بات پر اجماع واتفاق ہوجائے تو اس کے حجت اور قطعی ہونے میں شاید ہی کوئی بدبخت کلام کرتا ہو۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (المتوفی ۷۲۸ھ) کہتے ہیں:

"صحابہ کرام؄ کا اجماع واجب الاتباع ہے بلکہ صحابہ کرام؄ کا اجماع قوی تر حجت اور دوسری (غیر منصوص) حجتوں پر مقدم ہے۔" (اقامتہ الدلیل جلد ۳ صفحہ ۱۳۰)

خیر القرون یا قرون ثلاثہ
حضور؀ کے فرمان کی روشنی میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں۔ یعنی حضور؀ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام؄ پھر ان کے بعد والے لوگ

(تابعین) اور پھر ان کے بعد والے (تبع تابعین) پھر ایسی قومیں آئیں گی جن کی شہادت قسم سے اور قسم گواہی سے سبقت لے جائے گی۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۶۲، مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۰۹)

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا، میں تمہیں اپنے صحابہؓ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں (کہ ان کے نقش قدم پر چلنا) پھر ان کے بارے میں جو ان سے ملیں گے، پھر ان کے بارے میں جو ان سے ملیں گے، پھر جھوٹ عام ہو جائے گا یہاں تک کہ آدمی بلا قسم دیئے بھی قسم اٹھائیں گے اور بلا گواہی طلب کئے بھی گواہی دیں گے۔ سو جو شخص جنت کے وسط میں داخل ہونا چاہتا ہے تو وہ اس جماعت کا ساتھ نہ چھوڑے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ آنحضرتؐ سے بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سب لوگوں سے بہتر زمانہ میرا ہے پھر ان کا جو ان سے ملیں گے پھر وہ جو اس سے ملیں گے پھر ایسے لوگ آئیں گے، اس سے قبل کہ ان سے گواہی طلب کی جائے وہ گواہی دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔"

(مستدرک جلد ۳ صفحہ ۴۷۱، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۵)

ان کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں:

"اور خیر القرون کے بعد آنے والے لوگ خیانت کریں گے اور امانت میں ان پر اعتماد نہیں کیا جائے گا اور ان میں موٹاپا خوب ظاہر ہو گا"

مطلب یہ ہے کہ فکر آخرت سے غافل اور حلال و حرام سے بے نیاز ہو کر خوب کھائیں گے۔ یعنی ہر قسم کا لنگر شریف، میلاد کا لنگر شریف، گیارہویں کا لنگر شریف، عرس کا لنگر شریف، قل شریف، چھٹی شریف، دسواں شریف، چالیسواں، کونڈے اور کنالیاں شریف، شب برات شریف، معراج شریف وغیرہ ان شریفوں میں لنگر شریف پکتے ہیں۔ بدعتی لنگر شریف کھانے سے قبل تحقیق کرنے کی زحمت نہیں کرتے کہ یہ کھانا پکانے والے کے ذرائع آمدنی کیا ہیں اور حیرانگی کی بات یہ ہے کہ کبھی کسی "ملوانے" کے اپنے گھر سے لنگر شریف نہیں پکا۔

ان روایات سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون کے بعد جو لوگ پیدا ہوں گے ان میں دین کی وہ قدر و عظمت نہ ہو گی جو خیر القرون میں تھی جھوٹ ان میں بکثرت رائج ہو جائے گا۔ بات بات پر بلاوجہ اور بلا طلب قسمیں اٹھاتے پھریں گے اور بے تحاشا گواہی دیں گے۔ امانت کی پرواہ نہ کریں گے اور خیانت ان کا پیشہ ہو گا۔ خوف خدا اور فکر آخرت سے ایسے بے نیاز ہوں گے کہ (لنگر شریف) کھا کھا کر خوب فربہ (موٹے) ہوں گے اور پیٹ کی فکر کی وجہ سے حلال و حرام کی تمیز ہی جاتی رہے گی۔ نذریں اور منتیں مان تو لیں گے مگر ان کو پورا کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔ الغرض ظاہری اور باطنی، قولی اور فعلی ہر قسم کے معاملات میں ان کی دینی زندگی میں انحطاط ہی انحطاط ہو گا۔ ظاہر امر ہے کہ امانت و صداقت اور حق پسندی کا جو جذبہ خیر القرون کے لوگوں میں تھا وہ بعد والوں میں نہ تھا کیونکہ خیر القرون کے بعد جھوٹ، خیانت اور جھوٹی گواہی کے علاوہ ایسی ایسی بدعات اور خرافات نکالی گئیں کہ دین اسلام مظلوم ہو گیا اور بدعت نے سنت کی جگہ لے لی۔ بلاشک خیر القرون میں بھی فتنوں نے سر اٹھایا مگر اولاً وہ بعد کے پیدا ہونے والے

دینی اور دنیوی فتنوں سے بہت کم تھے۔ ثانیاً "خیر القرون کی اکثریت نے ان کو قبول کرنے سے سرا سر انکار کر دیا بلکہ ان فتنوں کو مٹانے کیلئے انہوں نے اپنی عزیز جانیں بھی قربان کر دیں اور بعد کو آنے والوں میں یہ جذبہ نسبتاً بہت ہی کم رہا ہے۔

> خیر القرون کے بعد جھوٹ، خیانت اور جھوٹی گواہی کے علاوہ ایسی ایسی بدعات اور خرافات نکالی گئیں کہ دین اسلام مظلوم ہو گیا اور بدعت نے سنت کی جگہ لے لی

صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بدعات کو نہایت سختی سے دبایا گیا تھا اور بدعات پسند حضرات نے حیل و حجت کر کے کوئی مدافعت نہ کی اور خیر القرون میں کسی بدعتی کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا یوم میلاد منانے کی نہ سوجھی (اگر آج کا زمانہ ہوتا تو قادری، چشتی، صابری، بریلوی، فراشوی، سہروردی، سروری، نقشبندی صاحبان بدعات میں شریک نہ ہونے والوں کو وہابی اور خدا معلوم کیا کیا خطابات مرحمت فرماتے۔ آج جتنی بدعات رائج ہیں ان میں سے ایک ایک کا سبب خیر القرون میں موجود تھا مگر یہ اور ایسی بدعات نہ ہوتی تھیں۔ اگر قیاس واجتہاد کی ضرورت اور گنجائش ہوتی تو حضرت ائمہ مجتہدین اس سے ہرگز نہ چوکتے، یہ بات سمجھ سے بالاتر اور ناقابل یقین ہے کہ اس وقت یہ قیاس واجتہاد ان کو نہ سوجھا اور آج یہ قیاس جائز ہو گیا۔ عشق و محبت ان میں زیادہ تھی۔ علم وتقویٰ ان میں زیادہ تھا۔ خوف خدا اور فکر آخرت ان میں کامل اور مکمل تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس وقت ان امور کو دین بننا نصیب نہ ہوا آج بدعات و خرافات، دین اور شعار دین اور علامات اہلسنت بن گئے۔

یہ ایک ایسا قاعدہ ہے جس کو ذہن نشین کر لینے کے بعد تمام خود ساختہ بدعات کھوکھلی عمارت خود بخود زمین بوس ہو جاتی ہے۔ ایسے امور میں جن کے تمام اسباب و دواعی اور محرکات اس وقت موجود تھے، نہ قیاس ہو سکتا ہے اور نہ یہ بدعت حسنہ کا درجہ پا سکتے ہیں۔ یہ امور قطعی طور پر بدعت قبیحہ اور سیئہ کی مد میں داخل ہیں اس میں رتی برابر شک نہیں ہے۔ علامہ قاضی ابراہیم الحنفی فرماتے ہیں۔

"اگر آپ ؐ کے زمانہ میں سبب موجود ہو لیکن کسی عارضی وجہ سے متروک ہو اور حضور ؐ کی وفات کے بعد وہ مانع جاتا رہا ہو تو ایسے امر کا احداث بھی جائز ہے جیسے قرآن کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں یہ مانع تھا کہ وحی برابر آتی رہتی تھی، اللہ تعالیٰ جو چاہتا تھا بدل دیتا تھا۔ حضور ؐ کی وفات کے بعد وہ مانع جاتا رہا۔ اسی طرح قرآن مجید پر اعراب لگانا چونکہ یہ کلام الٰہی صرف اہل عرب کیلئے نہیں بلکہ دنیا کے تمام لوگوں کیلئے ہے تاکہ وہ اسے پڑھ کر استفادہ حاصل کر سکیں اور جس فعل کا سبب حضور ؐ کے زمانہ میں موجود ہو اور کوئی مانع بھی نہ ہو اور حضور ؐ نے بھی اسے نہ کیا ہو تو ایسا کام کرنا اللہ تعالیٰ کے دین کو بدلنا ہے؟ کیونکہ اگر اس کام میں کوئی مصلحت ہوتی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس فعل کو خود ضرور کرتے یا ترغیب فرماتے اور جب آپ ؐ نے نہ خود کیا نہ کسی کو ترغیب دی تو معلوم ہوا کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ وہ بدعت قبیحہ اور سیئہ ہے۔"

(نفائس الاظہار ترجمہ مجالس الابرار صفحہ ۱۲۷)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود کا فرمان ہے کہ ''تم ہمارے نقش قدم پر چلو اور نئی نئی بدعات مت ایجاد کرو کیونکہ تم کفایت کئے گئے ہو۔'' (الاعتصام جلد ا صفحہ ۵۴)

حضرت حذیفہؓ (المتوفی ۳۶ھ) کہتے ہیں کہ ''ہر ایسی عبادت جس کو صحابہ کرامؓ نے نہیں کیا سو تم بھی اس کو مت کرو'' (الاعتصام جلد ا صفحہ ۱۱۳)

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ ''جو رسم و رواج صحابہؓ کے عہد میں دین میں داخل نہ تھا وہ آج بھی دین نہیں بن سکتا۔ وہ دین اس لئے نہیں بن سکتا کہ اگر وہ نیکی یا کار ثواب ہوتا تو صحابہ کرامؓ اس پر ضرور عمل پیرا ہوتے اور جو نیکی صحابہؓ سے منقول نہیں وہ دراصل نیکی ہی نہیں وہ بدعت محض اور احداث فی الدین ہے گو بظاہر کتنی ہی دل کش اور جاذب نظر ہو کیونکہ صحابہؓ نے عبادت، اطاعت اور نیکیوں میں کوئی کسر نہیں چھوڑی''

حافظ ابن کثیر ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اہل سنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ جو قول اور فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو تو اس کا کرنا بدعت ہے کیونکہ اگر وہ کام اچھا ہوتا تو ضرور حضرات صحابہ کرامؓ ہم سے پہلے اس کام کو کرتے اس لئے کہ انہوں نے نیکی کے کسی پہلو اور کسی نیک اور عمدہ خصلت کو تشنۂ عمل نہیں چھوڑا بلکہ وہ ہر کام میں سبقت لے گئے (تفسیر ابن کثیر ا صفحہ ۱۵٦)

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلام میں بدعت ایجاد کرتا ہے اور اس کو کار ثواب سمجھتا ہے تو گویا وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) تبلیغ رسالت میں خیانت کی کہ لوگوں کو پوری بات نہیں بتلائی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ترجمہ: ''آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین مکمل کر دیا''

(الاعتصام للشاطبی جلد ا صفحہ ۴۷)

میلاد منانے کی بدعت کب شروع ہوئی

ہم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں جشن و جلوس پر عمل اس لئے نہیں کرتے کہ دین کی تکمیل کے کئی صدیوں بعد سن ۶۰۴ھ میں اس کی ابتدا ہوئی۔

شامی اپنی سیرت میں اور امام ابو شامہ اپنے رسالہ ''الباعث علیٰ انکار البدع والحوادث'' میں فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے اسے ملا عمر بن محمد نے شروع کیا جو موصل کا ایک بہت بڑا مشہور صوفی تھا۔ مگر اس کی ترویج اربل کے ایک بادشاہ ابو سعید کوکری کے ذریعہ ہوئی جو عراق کے شہر اربل کا ایک بے دین، عیاش اور فضول خرچ بادشاہ تھا، اس کا مکمل نام ابو سعید بن حسن وکتکین بن محمد تھا، یہ الملک المعظم مظفر الدین والی اربل کے نام سے مشہور تھا''

اس بدعت کی تشہیر کا سب سے پہلا باعث یہی شخص تھا۔ لہٰذا علماء ربانی نے اسی کو موجد اول قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ ''حسن المقصد فی عمل المولد'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"اس بدعت کو سب سے پہلے اربل کے بادشاہ ابو سعید مظفرالدین کوکری نے ایجاد کیا ہے"

امام احمد بن محمد بن محمد مالکی اپنے رسالہ "القول المعتمد" میں علامہ معزالدین حسن خوارزمی کی تاریخ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ محفل مولد اربل کے ایک فاسق وفاجر بادشاہ ابو سعید مظفرالدین کی فرمائش پر اس کے ہم عصر خوشامدی اور دنیادار مولویوں نے ایجاد کی تھی جس پر انہیں بہت کچھ انعام دیا گیا۔"

امام سیوطی اپنے رسالہ "حسن المقصد" میں اور حافظ عمادالدین ابن کثیر اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالخطاب بن دحیہ نے محفل میلاد کے جواز پر ایک مستقل رسالہ "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" لکھ کر تین ہزار روپیہ کی انعامی رقم حاصل کی اور ۶۳۰ ہجری میں شہر عکاشہ جو فرلک کو گھیرے ہوئے ہے' میں انتقال کیا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "لسان المیزان" میں اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے "تدریب الراوی" میں اسے کذاب وخبیث واحمق بتایا ہے۔

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ اپنی قابل قدر تاریخ "وفیات الاعیان" میں رقمطراز ہیں کہ اربل کا بادشاہ ابو سعید محفل میلاد کا انعقاد جس وضع وقطع وشان وشوکت سے کیا کرتا تھا اس کا بالا ستیعاب بیان تو ہم سے نہیں ہو سکتا۔ ہاں! اس کا کچھ تذکرہ بالاختصار یوں ہے کہ بغداد وموصل وسنجار اور دیگر بلاد متصلہ کے تمام فقیہ وصوفی و واعظ وقاری وشاعر یکم محرم سے ربیع الاول تک آتے رہتے اور جوں جوں جس جس کی آمد ہوتی تو ان کیلئے قبہ جات وقیام گاہوں کا نہایت شان وشوکت و زیب وزینت سے انتظام کیا جاتا۔ پھر یکم صفر سے ہی تمام دنیوی کاروبار ختم کر کے مشاعرہ ونعت خوانی شروع ہو جاتی۔ خود ابو سعید بھی اسی تاریخ سے بارہ ربیع الاول تک روزانہ بعد از نماز عصر' جملہ خیمہ جات کا جو کہ اس کے قلعہ سے اعوان دولت ودیگر مہمانوں کیلئے خانقاہ تک گاڑے گئے ہوتے تفریحی دورہ کرتا ہوا خانقاہ پہنچتا پھر رات وہیں گزار کر بعد از نماز صبح شکار کھیلتا اور ظہر سے پہلے اپنے قلعہ کو روانہ ہو جایا کرتا۔

علامہ ابن الجوزی اپنی تاریخ "مرات الزمان" میں تحریر فرماتے ہیں:

"وہ خود بھی دیگر شاعروں کے ہمراہ ظہر سے فجر تک محفل سماع میں حصہ لیا کرتا اور وہ خود بھی رقص کیا کرتا تھا۔ اور میلاد میں شریک ہونے والے مولویوں اور صوفیوں کے لئے طرح طرح کے نہایت پر تکلف کھانے تیار کراتا۔"

چنانچہ اسی تاریخ میں ان لوگوں کا بیان مندرج ہے جنہوں نے اس کے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھایا ہے کہ:

"محفل میلاد" میں پانچ ہزار بکرے اور دس ہزار مرغ' سو گھوڑے اور تیس ہزار رکاب حلوے کی ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ مولویوں اور صوفیوں کو انعامی خلعت اور تحفہ بھی ملتا تھا۔ اندازہ لگایا گیا کہ محفل مولد (میلاد) پر شاہ اربل کی سالانہ تین لاکھ اشرفیاں صرف ہوا کرتی تھی۔ ابو سعید اربل کے بعد اس محفل میلاد کی اتنی اشاعت ہوئی کہ اربل کے قرب وجوار میں اس کا رواج ہوا اور چاروں طرف بجلی کی طرح پھیلتا ہوا چلا گیا۔ جاہل مولویوں نے اسے اپنے کھانے پینے کا ایک معقول اور کافی ذریعہ سمجھ کر ہر شہر وبستی میں خوب دھوم دھام سے کرنا شروع کر دیا جس پر علماء اسلام نے کمربستہ ہو کر اس کے رد میں مضامین لکھے اور خوب تردید کی۔

اربل کا بادشاہ ابوسعید مظفرالدین کوکری گانے بجانے والوں کو عید میلاد میں جمع کرتا تھا اور راگ مزامیر سن کر خود بھی ناچتا تھا اور اس قماش کے اہل مجلس بھی رقص کرتے تھے ایسے شخص کے فاسق اور گمراہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے اور ایسے شخص کا قول و فعل کیسے حجت و قابل اعتماد ہو سکتا ہے

مختلف شہروں میں سالانہ ماہ ربیع الاول میں جو محفل میلاد قائم ہوتی ہے کتاب و سنت سے تو اس کا عدم ثبوت ظاہر ہے رہا قیاس و اجماع سو وہ بھی انہیں لوگوں کا معتبر ہوتا ہے جو باقاعدہ مجتہد ہو کر کسی سند کی بنا پر اس طرح اجماع کریں کہ کوئی بھی مخالف نہ ہو کیونکہ ایک آدھ کے خلاف سے بھی اجماع باطل ہوتا ہے۔ سو محفل میلاد کے جواز پر نہ تو اس طرح کبھی اجماع ہوا اور نہ اس کے جواز پر کسی مجتہد کا قیاس نظر آتا ہے بلکہ علمائے مذاہب اربعہ نے محفل میلاد کے بدعت ہونے پر خوب مضامین لکھے۔

امام ابوعبداللہ ابن الحاج مالکی اپنی کتاب "مدخل" میں فرماتے ہیں کہ "ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو جو محفل میلاد قائم ہوتی ہے باوجود اس کے کہ یہ بذات خود صریح بدعت ہے مگر اس میں بھی لوگوں نے خرافات و محرمات کا بہت اضافہ کر رکھا ہے کہیں سماع ہے کہیں غزل و نعتوں سے محفل کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ بغیر فرش فروش و دیگر اسباب زیب و زینت' آرائش و شرینی اور جھاڑ و فانوس تو یہ محفل پھیکی بلکہ ناروا سمجھی جاتی ہے۔ اسراف و فضول خرچی تو اس کی اول شرط ہے جب تک من گھڑت قصہ جات و بے سروپا حکایات کا تذکرہ نہ ہو تو مجلس ہرگز بارونق نہیں ہوتی۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ اس محفل کو کار خیر اور موجب برکت سمجھا جاتا ہے۔" افسوس صد افسوس!

علامہ تاج الدین فاکہانی مالکی اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں "اس محفل میلاد کا قرآن و حدیث و پیشوایان امت محمدیہ سے تو ہرگز کچھ پتہ نہیں چلتا ہاں شہوت پرست اور اکل و شرب کا الو سیدھا کرنے والوں کی یہ ایجاد البتہ ضرور ہے جس سے ہر مسلمان کو بچنا لازم و ضروری ہے۔

امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبدالمجید مالکی اپنی کتاب "تکملہ التفسیر" میں فرماتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول میں جو محفل مولد قائم ہوتی ہے علماء کو اس کی خوب زور سے تردید کرنی چاہئے۔

علامہ محمد بن ابی بکر مخزومی مالکی اپنی کتاب "البدع والحوادث" میں فرماتے ہیں کہ "ہمارے زمانے میں بعض لالچی اور دنیادار مولوی میلاد کے نام سے ایک محفل قائم کرتے ہیں یہ نہایت ہی گندی رسم اور تباہ کن بدعت ہے گزشتہ امتوں کی تباہی کا سب سے بڑا سبب ایسی ہی بدعتیں ہیں اور یہ امت بھی احداث بدعت میں ہی تباہ ہوگی۔"

علامہ ابوالحسن علی بن فضل مقدسی مالکی اپنی کتاب "جامع المسائل" میں فرماتے ہیں کہ "محفل میلاد کا احداث تو قرون ثلاثہ کے بعد ہوا ہے' سلف صالحین سے اس کا جواز ہرگز ثابت نہیں پس ہم پر سلف صالحین کی اقتداء لازم ہے۔ احداث و بدعت کی کچھ ضرورت نہیں۔"

علامہ علاؤالدین بن اسماعیل شافعی اپنی کتاب "البعث والنشور" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ محفل میلاد قائم کرنے والوں کی خوب تردید ہونی چاہئے۔

علامہ نصیرالدین شافعی نے کسی سائل کے جواب میں فرمایا کہ سلف صالحین سے تو محفل میلاد کا ثبوت ہرگز نہیں ملتا۔ ہاں قرون ثلاثہ کے بعد لالچی اور دنیا دار مولویوں نے اسے ضرور ایجاد کیا ہے۔ بس ہمیں تو اتباع سلف ہی کافی ہے۔ احداث کی کچھ ضرورت نہیں۔

علامہ ناصر فاکہانی نے لکھا ہے کہ اربل کا بادشاہ ابوسعید مظفر الدین کو کری گانے بجانے والوں کو عید میلاد میں جمع کرتا تھا اور راگ و مزامیر سن کر خود بھی ناچتا تھا اور اس قماش کے اہل مجلس بھی رقص کرتے تھے۔ ایسے شخص کے فاسق اور گمراہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اور ایسے شخص کا قول و فعل کیسے حجت و قابل اعتماد ہو سکتا ہے؟

(رد عمل المولد بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۲)

جس دنیا پرست بے دین و کذاب مولوی عمر بن وجیہ نے اربل کے بادشاہ کی خوشنودی کیلئے عید میلاد کے جواز میں کتاب لکھ کر دربار میں پیش کی تھی اور کثیر رقم انعام حاصل کیا (دول الاسلام)

اس کے بارے میں جلیل القدر محدث حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ وہ ائمہ دین اور علماء سلف کی شان میں بہت گستاخی کرتا تھا۔ گندی زبان والا بے وقوف اور متکبر تھا۔ دین کے کاموں میں بہت بے پرواہ اور سست تھا۔ (لسان المیزان صفحہ ۲۹۶ جلد ۴)

ابن وجیہ ایک دوسری جگہ لکھتا ہے کہ علامہ ابن نجار اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ علماء مصر میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ دربار میں بادشاہ کے سامنے بیٹھا تھا اس نے ایک حدیث سنانے کی فرمائش کی میں نے سنادی پھر پوچھا کہ یہ حدیث کس نے روایت کی ہے؟ مجھے اس وقت سند یاد نہ تھی میں نے لاعلمی ظاہر کر دی جب وہاں سے واپس چلا تو راستے میں عمر بن وجیہ کذاب مولوی ملا۔ وہ کہنے لگا تم نے اپنی طرف سے حدیث کی کوئی سند بنا کر کیوں نہ پیش کر دی۔ بادشاہ اور دوسرے لوگ کیا جانیں کہ سند صحیح ہے یا نہیں۔ بادشاہ تم کو بڑا عالم سمجھتا اور تجھے اس سے نفع حاصل ہوتا۔ یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ عمر بن وجیہ بڑا جھوٹا اور دین کے کاموں کو بہت ہلکا جاننے والا شخص ہے (تاریخ میلاد صفحہ ۳۰)

آپ نے دیکھ لیا کہ عید میلاد کا مواد فراہم کرنے والا شخص کس قدر کذاب و بے دین ہے بھلا ایسے شخص کے فتوے کا دین سے کیا تعلق۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے میں ہر طبقہ کے علماء حق نے اس میلاد کی تردید کی۔

حافظ ابوالحسن علی بن فضل مالکی فرماتے ہیں بلاشبہ "عید میلاد" سلف صالحین سے منقول نہیں بلکہ بعد کے برے زمانہ میں ایجاد ہوئی (تاریخ میلاد صفحہ ۸۲)

شیخ عبدالرحمٰن مغربی حنفی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ محفل میلاد منعقد کرنا بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین اور ائمہ کرام نے نہ تو ایسا کرنے کو فرمایا اور نہ خود ایسا کیا۔

(الجنہ لاهل السنہ صفحہ ۱۷۷)

امام نصیرالدین شافعی نے فرمایا کہ محفل میلاد نہیں کرنی چاہئے کیونکہ سلف سے ایسا منقول نہیں بلکہ یہ عمل قرون ثلاثہ کے بعد برے زمانے میں ایجاد ہوا۔ (ایضاً)

علامہ حسن بن علی کتاب "طریقہ السنہ" میں لکھتے ہیں کہ جاہل صوفیوں نے ماہ ربیع الاول میں عید میلاد نکالی ہے۔ شریعت میں اس کا کچھ اصل نہیں بلکہ یہ بدعت ہے۔ (ایضاً)

علامہ ابن الحاج مالکی فرماتے ہیں کہ ان تمام بدعات میں سے جن کو لوگوں نے عقیدتاً "بڑی عبادت اور دین کی

واضح علامت سمجھ کر ایجاد کیا ہے۔ ان میں عید میلاد النبیؐ بھی ہے جو وہ ماہ ربیع الاول میں مناتے ہیں حالانکہ وہ بہت سی بدعات و محرمات پر مشتمل ہے۔

(المدخل جلد ا صفحہ ۸۹)

علامہ احمد بن محمد مصری مالکی اپنی کتاب "القول المعتمد" میں لکھتے ہیں کہ چاروں مذاہب کے علماء اس عید میلاد کی مذمت پر متفق ہیں (البدعۃ لاھل السنہ ۱۷۸)

علامہ احمد بن حسن اپنے ملفوظات میں حافظ ابوبکر عبدالغنی بغدادی حنفی کے فتاویٰ سے ناقل ہیں کہ محفل میلاد کا جواز جب سلف سے ثابت نہیں تو پھر ہم سلف سے کچھ بڑھ کر نہیں کہ خیروبرکت کے لئے جمع ہو کر محفل میلاد قائم کریں۔

امام جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ میں ناقل ہیں کہ حافظ ابن حجر نے کسی سائل کے جواب میں فرمایا کہ محفل میلاد کا انعقاد بدعت ہے۔ سلف صالحین اور قرون ثلاثہ سے اس کا ہرگز ثبوت نہیں ملتا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اپنے مکتوبات کے ۲۷۳ویں مکتوب میں مرزا حسام الدین احمد کے مراسلہ کا جواب فرماتے ہیں کہ آپ کو لکھا جاچکا ہے کہ سماع کے منع ہونے کا معاملہ میلاد کے منع ہونے کو بھی شامل ہے جو نعتیہ قصیدوں اور غیر نعتیہ شعروں کے پڑھنے سے مراد ہے۔ اگر بالفرض حضرت ایشان قدس سرہ اس وقت دنیا میں زندہ ہوتے اور یہ مجلس واجتماع ان کی موجودگی میں منعقد ہوتی تو آیا حضرت قدس سرہ اس امر سے راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند کرتے؟ فقیر کا یقین ہے کہ حضرت قدس سرہ ہرگز اس امر کو پسند نہ فرماتے بلکہ انکار کرتے۔ فقیر کا مقصد آپ کو جتلا دینا ہے' آپ قبول کریں یا نہ کریں کچھ مضائقہ نہیں اور نہ ہی آپ سے کوئی مشاجرت اور لڑائی جھگڑے کی گنجائش ہے۔

بریلویوں کے امام و مجدد اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان کا فتویٰ

سوال: مجلس میلاد حضور خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم میں جو شخص تارک نماز' شرابی' ڈاڑھی منڈایا کترانے والا یا بے وضو تنہا یا دو چار آدمیوں کے ساتھ مل کر مولود پڑھتا ہو..... ایسے شخص سے رب العزت جل مجدہ اور روح حضورؐ خوش ہوتی ہے یا نہیں؟ اللہ ایسی مجالس پر رحمت نازل کرتا ہے یا نہیں حضور ایسی محافل میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں؟

جواب۔ افعال مذکورہ سخت کبیرہ گناہ ہیں ان کا مرتکب سخت فاسق و فاجر اور مستحق عذاب ہے۔ نیران (آگ) و غضب رحمن اور دنیا میں موجب ہزاراں ذلت اور بوجہ خوش آوازی اس سے مجلس پڑھوانا حرام ہے۔ روایات موضوعہ (جھوٹی روایات) پڑھنا بھی حرام ہے۔ سننا بھی حرام ہے۔ ایسی مجلس سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں۔ ایسی مجالس اور ان میں پڑھنے والے سب عذاب الہٰی کے مستحق ہیں۔ جتنے حاضرین ہیں سب وبال میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر ان پڑھنے والوں پر وبال ہے۔ ہزار شخص حاضرین ہوں تو ان پر ہزار گناہ اور اس کذاب قاری پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی پر دو ہزار دو۔ ایک ہزار حاضرین کے۔ ایک ہزار ایک اس قاری کے اور ایک خود اپنا۔ پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہو گا بلکہ جس قدر روایات موضوعہ وہ جاہل قاری پڑھے گا ہر روایت اور ہر کلمہ پر

ویل و عذاب ہو گا۔.....اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاک و منزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک جگہ تشریف فرما ہوں۔البتہ وہاں ابلیس اور شیاطین کا اجتماع ہو گا۔

کتبہ' عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ'

(مجموعہ فتاوی قلمی باب الحظر صفحہ ۴۹۱ تا ۴۹۳)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ "زاد المعاد" میں ایک کلیہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی زمانہ اور مکان کو از خود کسی عبادت کے لئے مخصوص کرنا درست نہیں کیوں کہ عیسائیوں کی تباہی کا سب سے بڑا موجب یہی ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی یادگار قائم کرتے ہوئے مخصوص وقتوں میں آپ کی مخصوص حالتوں کا مخصوص طریقوں سے مذہبی صورتوں پر تذکرہ لازم کیا' پس امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ نے چند مسلمانوں کو کسی مخصوص مکان میں التزاماً نماز پڑھتے دیکھ کر جب دریافت کیا کہ تم اس جگہ التزاماً نماز کیوں پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے جواباً" عرض کیا کہ ہمارے خیال میں چونکہ یہ مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جائے نماز ہے۔اس لئے ہم لوگ تبرکاً یہاں پر نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ کیا تم لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اپنے انبیاء کے نقش قدم کو مسجدیں بنانا چاہتے ہو؟ نہیں جہاں کہیں بھی نماز کا وقت آ جائے بس نماز پڑھ لیا کرو خواہ یہ جگہ ہو یا کوئی اور بلاوجہ شرعی کسی مقام کی تخصیص ہرگز درست نہیں۔

شیخ الاسلام حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ دیگر بدعات کی طرح محفل میلاد بھی صریح بدعت ہے۔ اس کے موجدوں نے عیسائیوں کی چال پر میلاد عیسیٰ کی طرح اپنے نبی سے محبت ظاہر کرتے ہوئے آپ ؐ کی محفل مولد قائم کر دی حالانکہ علماء کو آپ ؐ کی تاریخ ولادت بھی یقینی طور پر معلوم نہیں پھر اس محفل کا سلف سے بھی کچھ ثبوت نہیں ملتا اگر یہ محفل کار خیر ہوتی تو ضرور علمائے سلف اسے قائم کرتے کیونکہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں ہم لوگوں سے بہت بڑھ کر حصہ لیتے تھے پس جب اس محفل کا سلف سے بھی کچھ ثبوت نہیں ملتا تو پھر اب اس کے احداث کی کچھ ضرورت نہیں۔ (اقتضاء الصراط المستقیم)

علامہ حسن بن علی فرماتے ہیں کہ جاہل صوفیوں کی احداث کردہ محفل میلاد جس کا شریعت محمدیہ ؐ میں کچھ ثبوت نہیں ملتا صریح بدعت ہے۔ اگر محض تذکرہ ولادت شرعاً" ممنوع نہیں تو اس غیر مشروع کلام کو وقت کی تخصیص کے ساتھ التزامی طور پر تبرکاً" کرنا بھی ہرگز درست نہیں کیونکہ تشریع و ایجاد خاصہ خدا ہے جو سوائے رسالت کے اور کسی ذریعہ سے ہرگز ظاہر نہیں ہوتا۔ پس غیر نبی سے احداث دراصل ادعاء تشریع ہے جو ختم نبوت کے بالکل منافی ہے۔ پھر اس محفل مولد کی تقریری تنقیص سلف کو مستلزم ہے کہ باوجود فرط محبت کے انہوں نے کبھی آپ ؐ کی محفل میلاد قائم نہیں کی۔

(طریقۃ السنہ فی رد البدعۃ)

اس سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تبلیغ رسالت پر بہت بڑا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی امت کو اس کار خیر کی کیوں ہدایت نہیں فرمائی بلکہ (نعوذ باللہ) خود اللہ تعالیٰ پر کذب گوئی کا الزام عائد ہوتا ہے کہ اس نے باوجود اخبار تکمیل کے شریعت کو ناقص رکھا کہ جس کی بعد میں "خشک صوفیوں" اور "ملوانوں" نے تکمیل کی۔

علاوہ ازیں اس محفل میلاد میں عیسائیوں کے بڑے دن اور ہندوؤں کے جنم دن کی مشابہت بھی پائی جاتی ہے ۔

حضرت روح اللہ مسیح علیہ السلام کی ولادت کا ذکر قرآن مجید میں مفصل مذکور ہے۔ حضرت صفی اللہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ قرآن مجید میں جا بجا ملتا ہے۔ اسی طرح حضرت کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر بھی موجود ہے باوجود یکہ یہ ولادتیں شاندار ولادتیں ہیں اور اعجازی صورتوں اور عجائبات الٰہی کا مظہر بھی ہیں۔ مگر پھر بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی گذشتہ نبی کے تذکرہ میلاد کے لیے کسی خاص تاریخ میں کوئی اس قسم کی محفل ہرگز مقرر نہیں فرمائی۔ نہ جشن منایا اور نہ جلوس نکالا۔ نہ ہی میراثیوں کو بلا کر قوالیاں کرائیں' نہ چراغاں کیا' نہ جھنڈیاں لگائیں' نہ محراب بنوائے' نہ لنگر شریف پکائے' نہ کھانے کھائے اور نہ کھلائے پھر وہ معاملہ جو آپ ﷺ نے کسی گذشتہ نبی سے اس کی شان کے خلاف سمجھ کر اپنی تمام عمر میں نہ کیا ہو وہ معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے کیوں کر مناسب ہو سکتا ہے۔

جشن میلاد کب شروع ہوا؟

فرقہ بریلویہ کے مولوی عبدالسمیع رام پوری خلیفہ مولوی احمد رضا خان قادری بریلوی لکھتے ہیں۔

"یہ سامان فرحت و سرور اور وہ بھی مخصوص مہینے ربیع الاول کے ساتھ اور اس میں خاص وہی بارہواں دن میلاد شریف کا تعین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں" (انوار ساطعہ صفحہ ۱۵۹)

لیجئے مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ کی شہادت' وہ تسلیم کر رہے ہیں کہ محفل میلاد منانے کی بدعت خیر القرون کے بعد شروع ہوئی۔

مولوی محمد ظفر فراشوی بریلوی کا اعتراف

روزنامہ آواز لندن (اب یہ اخبار بند ہو گیا ہے)

سوموار ۶ ستمبر ۹۳ء کے شمارہ میں صفحہ ۱۱ پر اپنے ایک مضمون میں اعتراف کرتے ہیں کہ محفل میلاد گزشتہ ۸۰۰ سال سے شروع ہوئی ہے۔ اور اس بدعت کے پہلے موجد ابو سعید مظفر الدین کوکری ہیں۔ ابو سعید مظفر الدین کوکری بادشاہ کے اعمال و کردار کی پچھلے اوراق میں تفصیل کے ساتھ وضاحت کر دی گئی ہے۔

اب ہم مولوی فراشوی اور ان کے حواریوں سے پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ بتائیں کہ آج قمری سال کونسا ہے؟

قمری کیلنڈر ۱۴۱۵ ہجری ہے۔ کیا بریلوی حضرات کی شریعت' شریعت محمدی ﷺ کے ۶۰۰ سال بعد جاری ہونے والی "محفل میلاد" کیسے شریعت محمدی ﷺ میں شامل ہو گئی۔ شریعت سازی کرنے کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور کیا اللہ تعالیٰ نے شریعت سازی کا اختیار اربل کے بداعمال' بدکردار' عیاش اور فضول خرچ بادشاہ ابوسعید مظفر الدین کوکری کو دے دیا ہے اور جس کی پیروی بریلوی امت کر رہی ہے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

اور یہ حقیقت ہے کہ ہر جنس اپنے ہم جنسوں کے ساتھ ہی پرواز میں مشغول ہے۔ کبوتر کبوتروں کے ساتھ باز بازوں کے ساتھ بکری' بکریوں کے ساتھ ' بھیڑیا' بھیڑیوں کے ساتھ۔ کیونکہ ہر چیز اپنی اصلیت کی طرف ہی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ

ہم نے تم سب کے لئے ایک شریعت اور راستہ رکھا۔ اور اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت کو دیتا مگر مقصود یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے۔ (ترجمہ احمد رضا خان تفسیر مولوی نعیم الدین مراد آبادی)

یعنی فروع و اعمال ہر ایک کے خاص خاص ہیں اور اصل دین سب کا ایک ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(الشوریٰ :۲۱)

"کیا ان کے وہ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کا خدا نے حکم نہیں دیا۔ اور اگر فیصلے (کے دن) کا وعدہ نہ ہوتا تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور جو ظالم ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے"

شریعت سازی کا اختیار اللہ ربّ العزت کے سوا کسی کو نہیں

اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف جو لوگ اپنی من مانی کرتے ہیں اور بدعات جاری کرتے ہیں۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کا وعدہ نہ ہوتا کہ وہ یوم حساب کو ان مخالفین سے باز پرس کرے گا تو وہ دنیا میں ہی انہیں عذاب دے دیتا
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

"پھر ہم نے تم کو ایک شریعت پر (قائم) کر دیا تم اسی (راستے) پر چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا" (الجاثیہ:۱۸)

شریعت سازی کا اختیار اللہ رب العزت کے سوا کسی اور کو نہیں۔ نہ جانے بریلوی حضرات نے کس طرح اربل کے بادشاہ ابو سعید مظفر الدین کو یہ حق سونپ دیا۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔
جناب فراشوی صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے بتا دیا کہ "محفل میلاد" ۸۰۰ سال قبل ایجاد ہوئی ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ "جلوس شریف" کب شروع ہوا؟
کیا دین اسلام ابھی مکمل نہیں ہوا؟
اور دین میں ایسی بدعات کا جاری کرنا ختم نبوت کے منافی نہیں؟

کیا یہ قرآن کی آیت نہیں؟:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

"محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر ہیں۔ یعنی اس کو ختم کر دینے والے ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والے ہیں"

(الاحزاب:۴۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے"

(بخاری، مسلم)

ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"میرے بعد رشد و ہدایت پر گامزن خلفاء کی سنت کو لازم پکڑو اس کو مضبوطی سے تھام لو اور گرفت سخت رکھو (دین میں) نئے نئے کاموں سے بچو اس لئے (کہ دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔"

(بخاری)

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں میں بدعت کے ایجاد کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر سخت تنبیہہ کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

"جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو اور اللہ ہی سے ڈرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے" (حشر:۷)

اور پھر فرمایا:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

"جو لوگ ان (محمدؐ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہیں (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو" (نور:۶۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو اللہ سے (ملاقات) اور روز آخرت کی (اچھی) امید رکھتا ہو اس کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہیں" (احزاب:۲۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

"آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے میں نے دین اسلام کو پسند کیا۔ (المائدہ:۳)

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ

(اے لوگو!) جو (کتاب) تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اس کی اتباع کرو اور اس کے

سوا دوسرے رفیقوں کی پیروی نہ کرو۔کم ہی لوگ ہیں جو اللہ کو یاد رکھتے ہیں۔(الاعراف:۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

"اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور دوسرے رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) خدا کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیز گار بنو" (الانعام:۱۵۴)

ہر نبی جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہو کر آیا اس کے ذمے یہ بات واجب تھی کہ وہ اپنی امت کو بھلائی اور نیکی کی خبر دے اور انہیں ہر اس برائی سے ڈرائے جو وہ جانتا ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ

"اے پیغمبر! جو ارشادات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر نازل ہوئے ہیں' وہ سب لوگوں کو پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو تم اللہ کا پیغام پہنچانے سے قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) (المائدہ:۶۷)

دین میں نفسانی خواہشات کے مطابق اپنی طرف سے بدعات جاری کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا (نعوذ باللہ من ذالک)

ہر مسلمان کے لئے یہ لازمی ہے کہ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات سمجھے ورنہ وہ مسلمان نہیں۔

اللہ کا فرمان ہے کہ "ہم نے ہر امت کے لئے ایک شریعت مقرر کر دی ہے جس پر وہ چلتے ہیں" (حج:۶۷)

علمائے ربانی مروجہ جشن و جلوس عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت تصور کرتے ہیں۔ اور اس سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ لوگوں کا آپس میں کسی شرعی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو شرعی قاعدہ یہ ہے کہ کتاب و سنت کو فیصل اور حاکم ٹھہرایا جائے۔ صحابہ ؓ کے زمانے سے ہمارے زمانے تک تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ دینی امور میں اختلاف کے وقت اللہ سبحانہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف رجوع واجب ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ

"اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اپنے ہر درپیش اختلاف کا فیصلہ اللہ (کی کتاب) اور اللہ کے رسول ؐ کے ہاں سے طلب کرو" (نساء:۵۹)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(اے پیغمبر!) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم میرا اتباع کرو تو اللہ سبحانہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر

دے گا اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے" (آل عمران:۳۱)

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہر اس بندے پر واجب ٹھہری جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار ہو اور رسول اللہ ؐ کا اتباع ہی وہ بہتر معیار ہے۔ جس سے بندے کی محبت اپنے خدا سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اور اتباع نبویؐ ہی وہ واحد سبب ہے جس کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مستحق ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی" (النساء:۸۱)

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت بتایا گیا ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نبی کا رشتہ امت کے افراد کے ساتھ دینی لحاظ سے ہوتا ہے۔ اگر دینی احکام میں نبی کی اطاعت کا اہتمام نہیں تو نافرمانوں کے لئے نبی کی پیدائش رحمت و سعادت کا سبب نہیں ہوا کرتی۔ نبی کی محض ذاتی محبت اور خدمت کا آخرت میں کوئی صلہ ہوتا تو اس کے سب سے زیادہ مستحق حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے شفیق چچا ابو طالب ہوتے جنھوں نے آپؐ کے بچپن سے لے کر جوانی تک شفقت و محبت سے پرورش کی اور قریش کے مقابلہ میں آپؐ کی حمایت و معاونت کی۔ یہ ہمدردیاں خونی رشتے کی بنا پر تھیں۔ لیکن ان میں دینی ہمدردی کا عنصر نہ ہونے کی وجہ سے بوقت مرگ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو کلمہ توحید پڑھنے کو بار بار کہا اور ان کی طرف سے کوئی مثبت جواب نہ ملا تو بارگاہ رب العزت سے پیغام آیا:

(اے نبیؐ) بیشک آپؐ جسے پسند کریں، اسے ہدایت نہیں دے سکتے اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کے راستہ پر چلا دیتا ہے۔ اور وہی خوب جانتا ہے جو ہدایت پانے والا ہیں۔ (قصص:۵٦)

درج بالا آیات اور احادیث کی روشنی میں ہم ان لوگوں سے سوال کرنے میں حق بجانب ہیں جو دینی معاملات اور عبادات میں تو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں دیتے لیکن حضورؐ کی پیدائش کے جلوسوں میں جوق در جوق حصہ لیتے ہیں یا حضورؐ سے زبانی کلامی محبت کا دعوئ کرتے ہیں۔ کیا حضورؐ ان کے کھوکھلے جذبہ محبت کی قدر کریں گے اور ان کی بخشش کے لئے خدا کے دربار میں درخواست کریں گے؟ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔

اللہ کا فرمان ہے کہ:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(اے نبیؐ!) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم مانو پس اگر وہ روگردانی کریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔ (آل عمران:۳۲)

اس آیت پاک میں اللہ جل شانہ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتے وہ منکرین دین اسلام ہیں۔ اس لئے ان کو ذات باری تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔ اس میں شک نہیں کہ عید میلاد منانے والے اور جلوسوں میں شامل ہو کر اس کو ریاکارانہ محبت کا رنگ چڑھانے والے اکثر تارک صوم و صلواۃ، سود کھانے اور سود دینے والے اپنی دو کانوں کو آگ لگا کر انشورنس کی رقم حاصل کرنے والے اور دیگر اسلامی اقدار و شعار سے

روگردانی کرنے والے ہوتے ہیں اور اسلامی آداب و احترام سے لاشعور بھی۔ جس کی بدولت جشن عید میلاد کے جلوسوں میں غیر مہذب اور اوباشانہ حرکتیں نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔ کہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ولادت پاک کا جلوس اور کہاں اس سے متضاد نعرہ بازی، ہنسی مذاق، دھمال، بھنگڑہ، گانوں اور قوالیوں کی ریکارڈنگ، روضہ انور اور بیت اللہ شریف کے گتے اور کاغذوں سے بنے ہوئے تعزیہ جیسے ماڈل اور تصویروں کا زمین پر گر کر پاؤں تلے روندا جانا۔ ان سب طور طریقوں کو میلاد مبارک کے احترام کا نام دیں یا توہین و بے ادبی کی منہ بولتی تصویر کہیں! ولادت پاک منانے پر کروڑوں، اربوں کی بجلی۔ لاکھوں، کروڑوں روپوں کی جھنڈیاں، محراب اور دروازے تیار کر کے قومی سرمایہ اسراف کی نذر کیا جاتا ہے۔ اس کا کوئی شرعی جواز نہیں۔ یوں ہی مفاد پرست عناصر سیدھے سادے اور کم علم لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نام پر کھلونا بنا کر اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مفادات مذہبی، سیاسی اور معاشی نوعیت کے ہیں، جن کی تفصیل سمجھنا کسی ذی شعور شخص کے لئے مشکل نہیں۔ اور کم فہم آدمی ان مفادات کی تفصیل سے آگاہ اس وقت ہو سکتا ہے جب ہزار کوشش کے باوجود اس تقریب و تہوار کا جواز مہیا نہ کر پائے۔ اس کا جواز اجتہادی اور شرعی کسی پہلو سے نہیں نکلتا۔ خالق کائنات نے جس شخص کو آخری زمانہ کے لئے منصب نبوت عطا فرما کر بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے چنا، روحانیت و نورانیت کا مینار بنا کر بھیجا۔ اسوہ حسنہ کا بے مثال نمونہ قرار دیا اس کے اعمال و کردار، افعال و اقوال اور اخلاق و اطوار سنہری حروف میں قرآن و حدیث کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ۔

"میں تمہیں دو ایسی چیزیں دے چلا ہوں کہ جب تک تم انہیں پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے، ایک قرآن مجید اور دوسری حدیث شریف" (موطا امام مالک)

ختم الرسل، دانائے سبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کی روشنی میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی، علماء کرام و بزرگان دین کی کتب کا مطالعہ کریں تو کہیں بھی ولادت پاک کو بطور جشن یا تہوار منانے کا ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن اس کے باوجود جو حضرات اس نوعیت کی محفلیں منعقد کرتے ہیں، جلوس نکالتے ہیں اور انہیں باعث ثواب سمجھتے ہیں۔ ان کے طرز عمل سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اس امت کے لئے مکمل نہیں کیا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام باتیں امت کو نہیں بتائیں جن پر امت نے عمل پیرا ہونا تھا؟ اگر دین مکمل ہونے کے بعد بدعات جاری ہوتی رہیں تو کیا دین اسلام بازیچہ اطفال نہ بنے گا؟ ہر کسی کا جب دل چاہا بدعت گھڑ لی اور اس پر عمل شروع کر دیا اور کہہ دیا کہ قرآن و سنت میں اس کی ممانعت نہیں آئی ایسا طرز عمل تو یہود و نصاری کی نقل ہے۔

منکر ختم نبوت

جو لوگ دین اسلام میں رسومات و بدعات داخل کرتے ہیں وہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

"جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی (قوم) میں ہو گا" (بخاری)

نہ ہے کوئی رسم، نہ کوئی تہوار ہمارا
کہا جائے جس کو کہ ہے مشابہ نصاریٰ

یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے والوں سے مودبانہ التماس ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے درج ذیل فرمان پر غور فرمائیں۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

"اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تک کہ ان کے مذہب کی پیروی اختیار کر لو (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر!) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی اللہ کی وحی) کے آجانے کے بعد بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہو گا نہ کوئی مددگار۔ (بقرہ:۱۲۰)

اس آیت کریمہ کو بار بار پڑھیں اور اس پر غور کریں کہ آپ کدھر جا رہے ہیں؟

دین مکمل ہونے کے بعد اس میں کمی بیشی کا کسی کو اختیار ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(اے رسولؐ!) کہہ دیجئے کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اس (دین) کو اپنی طرف سے بدل دوں، میں تو اسی حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے۔ (یونس:۱۵)

اگر کوئی دین میں کمی بیشی کرے گا تو وہ ختم نبوت کا منکر ہو گا۔

ہر نکتہ کتاب و سنت کا محکم ہے، اٹل ہے اس میں تو
ترمیم کو بھی منظور نہ کر، تنسیخ کو بھی تسلیم نہ کر

مولوی محمد ظفر محمود فراشوی مجددی بریلوی رضا خانی نے محفل میلاد کے جواز میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے، کہتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے کی عظمت کی طرف خود اشارہ فرمایا ہے۔ جب ایک سائل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے روزے کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی ہے۔

مولوی فراشوی کے لئے ہم مذکورہ حدیث مکمل نقل کرتے ہیں۔

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پیر کے دن کے روزے کی بابت پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: وہ دن میری پیدائش کا دن ہے اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا (مسلم)

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دنوں کی بہ نسبت ہفتہ اور اتوار کے دن زیادہ روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دونوں دن

مشرکوں کے روز عید ہیں' اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔

(احمد و نسائی و ابن حبان و ابن خزیمہ و صحاح)

حضورؐ کی مخالفت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے روز عید پر روزے رکھیں اور مشرکوں کی مخالفت کریں اور خود اپنے میلاد والے دن سوموار کو روزہ رکھیں۔ اہل بدعت حضورؐ کی مخالفت میں میلاد والے دن روزہ رکھنے کی بجائے سارا مہینہ لنگر شریف پکاتے ہیں اور بڑی دھوم دھام سے کھاتے اور کھلاتے ہیں یعنی اہل بدعت کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَ اُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِیْ مَتِيْنٌ ○

"میں ان (اہل بدعت) کو مہلت دیئے جا رہا ہوں۔"

لیکن اگر اہل بدعت دین کامل میں بدعات پر عمل کرتے رہے۔ اور شرک و بدعت سے باز نہ آئے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت دردناک عذاب کا باعث ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

"جو لوگ ان (رسولؐ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا ان پر تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو جائے"

(نور:۶۳)

اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کی سزا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے نکل جائے گا اس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا۔ جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہو گا" (نساء:۱۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○

"اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا" (الاحزاب:۳۲)

حضورؐ کا فرمان ہے:

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَيْسَ مِنِّیْ

"جس شخص نے میری سنت سے روگردانی کی وہ میری امت میں سے نہیں" (بخاری)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تعامل حیات یہی ہے کہ جس دن کو "عید" قرار دیتے اس دن روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ دونوں عیدوں کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے رکھنے کی ممانعت فرمائی تھی (بخاری و مسلم)

حضور ؐ نے اپنے یوم میلاد کی تقریب خود بتا دی ہے۔ مگر بدعتی لوگوں کا یہ حال ہے کہ عید میلاد پیر (سوموار) کے دن نہیں مناتے۔ برطانیہ میں ہمیشہ ربیع الاول کا پورا مہینہ ہر اتوار کو مناتے ہیں۔ ایک اتوار کو مانچسٹر کے گرد نواح سے لوگوں کو فلائنگ کوچوں میں بھر کر لندن اور برمنگھم لے جاتے ہیں اور پھر اسی طرح لندن اور برمنگھم سے فلائنگ کوچیں مانچسٹر آتی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو روزہ رکھیں اور بدعتی لوگ ہر اتوار کو لنگر شریف پکائیں اور دھوم دھام سے کھائیں۔ سوموار کو میلاد منانے سے خود ساختہ "عاشق رسول" کی دیہاڑیاں مرتی ہیں۔

اہل بدعت' بادشاہ مظفر الدین کوکری اربل کی سنت تازہ کرتے ہیں۔ پاکستان جاکر دیکھیں ۱۲ ربیع الاول کو تمام بڑے شہروں میں میراثی قوالیاں کرتے ہیں۔ یعنی تمام بدعتی لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگر آپ ؐ کا یوم ولادت "عید میلاد" ہوتا تو آپ ؐ اس دن روزہ کی سفارش نہ کرتے اس کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمی عیدوں کے مقابلے میں فرمایا تھا کہ "اللہ نے ان کے بدلے میں تمہیں دو عیدیں عنایت کی ہیں' عید قربان اور عید الفطر" (ابوداؤد' نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں' تیسری کوئی عید نہیں۔ پھر یہ عید میلاد کہاں سے آگئی؟ بتایا جائے کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تیسری عید سے بے خبر رہے؟ یا تشریع کا جو اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بریلوی حضرات کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا؟

مضمون نگار کہتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں۔ تیسری عید کا کوئی تصور نہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یوم جمعہ بھی مسلمانوں کے لئے یوم عید ہے نیز عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے افضل ہے۔ فراشوی صاحب کی معلومات میں اضافہ کے لئے عرض ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں تیسری عید کا کوئی وجود نہیں اور ہمارا چیلنج ہے۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

"اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔"

فراشوی صاحب بضد ہیں کہ "یوم جمعہ بھی مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے" کیا مولوی فراشوی صاحب جمعۃ المبارک کے دن جلوس نکالتے ہیں؟ چراغاں کرتے ہیں' کاغذ کی رنگ برنگی جھنڈیاں لگاتے ہیں' لنگر شریف پکاتے کھاتے اور کھلاتے ہیں؟ کیا اصلی عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کے موقعوں پر ایسا ہوتا ہے؟ اگر ان موقعوں پر ایسا نہیں ہوتا تو "عید میلاد" پر اس فضول خرچی کا جواز کس طرح ثابت کیا جاسکتا ہے؟ جو کاغذ کی جھنڈیوں' چراغاں' آرائشی دروازوں اور محرابوں کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ مسرت کے اظہار کے لئے جلوس کا یہ اہتمام قرآن کریم کی کس آیت یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس حدیث یا حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے کس قول سے ثابت ہے؟

فراشوی' مجددی و بریلوی صاحب جمعۃ المبارک کو تیسری عید کا درجہ دیتے ہیں۔ لیکن جمعہ کا روز پورے

سال میں باون مرتبہ آتا ہے اس طرح ۵۲ باون مزید عیدیں ہوں گی۔ کیا ۵۲ دنوں میں بھی "عید میلاد" جیسا عمل کرتے ہیں؟

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔ لیکن قرآن مجید رمضان المبارک میں نازل ہوا
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کے دن پیدا ہوئے لیکن فضیلت جمعۃ المبارک کو دی گئی بلکہ قرآن کریم کی ۱۱۴ سورتوں میں سے "جمعہ" ایک سورہ ہے۔ جس کا نزول کے حساب سے ۱۱۰واں نمبر ہے اور ترتیب کے حساب سے ۶۲واں نمبر ہے۔
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کے مہینے میں پیدا ہوئے مگر اسلامی کیلنڈر محرم سے شروع ہوا۔
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے جبکہ سن ہجری مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت سے شروع ہوا۔
☆ اللہ تعالیٰ نے حرمت کے چار مہینوں (محرم، رجب، ذی القعد، ذی الحج) میں بھی ربیع الاول کا ذکر نہیں کیا۔
اللہ تعالیٰ عالم الغیب اور دلوں کے بھید جاننے والا ہے، اسے پتہ تھا کہ حضور کی امت ربیع الاول کے مہینے میں کیا کرے گی؟

قرآن کریم میں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پیدائش کا ذکر نہیں جس طرح حضرت آدم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ اسلام نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی دعا کی تھی، جو اللہ رب العزت نے قبول فرمائی۔ قرآن میں اس کا ذکر موجود ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

(البقرہ:۱۲۹)

جناب مولوی فراشوی مجدی صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری کی حالت میں کسی سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے قبل بھی کسی اللہ کے بندے سے ملاقات کر چکے ہیں؟ کیا محسن انسانیت و انسان کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل بیت اور جلیل القدر صحابہ کرام کی عظیم جماعت کی موجودگی میں زندہ قبر میں دفنا دیا گیا تھا؟ اور پھر ان بزرگوں اور جانثاروں نے کیسے برداشت کر لیا؟ کیا قرآن کی آیات جن کا ترجمہ درج ذیل ہے، منسوخ ہو گئی ہیں۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

"تمام ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔"

(آل عمران ۱۸۵، الانبیاء ۳۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔" (الرحمن:۲۶)

قرآن پاک میں ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝

"آپ کو بھی مرنا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے۔"

(الزمر:۳۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝

"پھر تم کو مرنا ہے' پھر قیامت کے روز اپنے رب کے پاس اٹھائے جاؤ گے۔" (المومنون:۱۵-۱۶)

قرآن پاک میں موت کا ذکر تقریباً "۷۵ دفعہ آیا ہے

موت کیا چیز ہے؟

موت اختتام زندگی کا نام نہیں بلکہ ابدی زندگی کا آغاز ہے' تبدیلی مقام کا نام ہے۔ ایک عارضی دنیا سے دائمی دنیا میں منتقل ہونا ہے۔ موت مومن کے لئے ابدی زندگی کا پروانہ ہے۔ جس مالک کا وہ اطاعت گزار اور فرمانبردار بندہ ہے' موت اس کے پاس جانے کا ایک دعوت نامہ ہے۔ اس لئے وہ گھبرائے گا نہیں بلکہ اس کے پاس جانے کا آرزو مند رہے گا' اس کے بر خلاف کافر و منافق اس کے پاس جانے سے ہراساں ہو گا۔ ہزاروں برس جینے کی آرزو کرے گا۔

بنی اسرائیل نے اپنے آپ کو پیغمبروں کی اولاد ہونے کے زعم میں اپنے عقائد بگاڑ لئے تھے' خدا سے خصوصی تعلق کے دعویٰ کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہے تو تم موت کی آرزو کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی فرماتا ہے کہ وہ موت کی آرزو ہرگز نہیں کریں گے بلکہ ہمیشہ جینے کی تمنا کریں گے۔

موت سے کسی فرد بشر کو مفر نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام بھی دست اجل سے بچ نہیں سکے۔

کوئی باپ اپنے لخت جگر کو' کوئی بیٹا اپنے والد کو' کوئی بھائی اپنی بہن کو' کوئی بہن اپنے بھائی کو' کوئی استاد اپنے شاگرد کو اور کوئی شاگرد اپنے استاد کو حبس بے جا میں رکھنے کے لئے تیار نہیں تو یہ کیسے مانا جا سکتا ہے کہ کائنات کے سردار' سید الرسل خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ان کے سچے فرمانبرداروں اور مخلص پیروکاروں' جان و دل فدا کرنے کے دعویداروں ہی نے نہیں بلکہ جان و دل' عزت و آبرو' مال و متاع اور اسباب و اولاد آپ ؐ پر قربان کرکے دکھانے والوں نے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) زیر زمیں زندہ دفن کر دیا ہو۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اقدس پر سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت حزن و ملال کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے مجھ پر مصیبتوں کے ایسے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں کہ اگر یہ مصیبتیں دنوں پر آتیں تو وہ اپنے اجالے کھو کر راتوں میں بدل جاتے"۔

کیا دنیا اس حقیقت سے انکار کر سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب آپ ؐ کا جسد اطہر ابھی زمین کے اوپر ہی تھا' عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدت جذبات میں فرما رہے تھے کہ آپ ؐ نے وفات نہیں پائی اور نہ ہی آپ ؐ اس وقت تک وفات پائیں گے جب تک منافقوں کو ختم نہ کر دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں

خاموش کرنا چاہا اور کہا اے عمرؓ! بیٹھ جاؤ۔ مگر وہ نہ مانے۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے درج ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

"اما بعد! اے لوگو! تم میں سے جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو (جان لے) بے شک وہ فوت ہوگئے ہیں اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے وہ فوت نہیں ہوگا۔ (پھر یہ آیت پڑھی) "اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو بس ایک رسول ہی ہیں ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں' اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں واپس چلے جاؤ گے اور جو کوئی بھی الٹے پاؤں واپس چلا جائے گا تو وہ اللہ کا ذرہ برابر بھی نقصان نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ عنقریب شکر گزاروں کو بدلہ دے گا۔" (آل عمران:۱۴۴)

(بروایت بخاری)

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض کی شدت سے بے ہوش ہوگئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے کہا: افسوس! میرے ابا کو بہت تکلیف ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا۔ "آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں:

اے ابا جان! اللہ نے آپ کی دعا کو قبول فرمالیا ہے۔ اے ابا جان! آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے۔ اے ابا جان! ہم آپ کی وفات کی خبر جبریل کو سناتے ہیں۔

(بخاری)

اس حدیث کا آخری حصہ آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے اور اہل بدعت حضرات عینک لگا کر غور سے پڑھیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جب آپؐ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت انسؓ سے فرمایا: اے انسؓ! تم لوگوں نے کیسے گوارا کر لیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی میں چھپا دو"۔

اس حدیث کو پڑھنے کے بعد بھی کیا کوئی مسلمان یہ سوچ سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں زندہ دفن کر دیا ہوگا۔

سیدھی بات ہے کہ صحابہ کرامؓ نے دنیوی زندگی کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک زندہ سمجھا آپؐ کے گرد یوں منڈلاتے رہے جیسے شمع کے گرد پروانے گرتے ہیں۔ ان جاں نثاروں نے دن دیکھا نہ رات' گرمی کی پرواہ کی نہ سردی کی۔ آپؐ کے مبارک ارشادات کے سانچے میں اپنی زندگی کو ڈھال کر دنیا و آخرت میں کامرانی کا سامان کرتے رہے۔ آپؐ کے چہرہ انور کی زیارت کر کے ایمان کو تقویت پہنچاتے رہے۔ اگر وہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیوی اعتبار سے زندہ جانتے تو کسی صورت آپؐ کو دفن نہ کرتے۔

موت سے کسی کو مفر نہیں

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا سامنا ہر مخلوق کو کرنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ خود فرماتے ہیں:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے" (آل عمران:۱۸۵)

یہ سادہ لوح اور بیچارے کم علم عوام کو بے وقوف بناتے ہیں کہ جس طرح ذائقہ چکھنا ذرا سی چیز کے لئے ہوتا ہے' اسی طرح موت بھی لحہ بھر کے لئے آتی ہے۔ اور جوں ہی مردہ قبر میں دفن ہوتا ہے وہ دوسروں کے احوال و کیفیت سے پوری طرح باخبر ہوتا ہے حالانکہ یہ محض دھوکا ہے۔ حقیقت جاننا چاہتے ہو تو آؤ قرآن کریم سے رہنمائی لیتے ہیں۔

اللہ کا قرآن کہتا ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۚ

وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

(زمین پر جو بھی ہیں) سب فنا ہونے والے ہیں اور صرف آپ ؐ کے پروردگار کی ذات' عظمت واحسان والی' باقی رہ جانے والی ہے (الرحمن: ۲۶۔۲۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝

"بیشک آپ ؐ کو بھی مرنا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے۔ پھر قیامت کے دن تم (دونوں فریق) اپنے پروردگار کے روبرو (مقدمہ) پیش کرو گے"۔ (الزمر: ۳۰۔۳۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ

"اور ہم نے آپ ؐ سے قبل بھی کسی بشر کو ہیشگی کے لئے نہیں بنایا تھا تو کیا اگر آپ ؐ وفات پا جائیں تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے؟" (الانبیاء: ۳۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(اے نبی!) آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب جہانوں کے پروردگار اللہ ہی کیلئے ہے۔ (الانعام: ۱۶۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

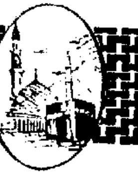
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ

"اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں موت دیتا ہے پھر تم کو زندہ کرے گا۔ (الروم: ۴۰)

سورۃ زمر کی آیت نمبر ۳۰ اور ۳۱ سے جہاں معلوم ہو چکا ہے کہ موت کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ہے اور آپ ؐ کے مخالفین بھی اس سے بچ نہ سکیں گے۔ وہاں یہ بھی فرمایا کہ پھر تم (دونوں فریق) اپنے رب کے ہاں قیامت کے دن اپنا جھگڑا پیش کرو گے۔

قرآن پاک میں موت سے متعلق آیات تقریباً ۷۵ دفعہ آئی ہیں۔ کسی ایک آیت کا انکار پورے قرآن کا انکار ہے۔

دین میں رسومات و بدعات شامل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دین اسلام ابھی نامکمل ہے اور یہ لوگ دین کی اصلاح فرما رہے ہیں۔
نعوذ باللہ من ذالک



جو اس دنیائے فانی میں طلب گار ہدایت ہو وہ سچے دل سے پیغمبر کا پیروکار ہو جائے

اللہ کا فرمان ملاحظہ فرمالیجیے:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ

"کیا تم کتاب کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں۔ (البقرہ:۸۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (البقرہ:۱۷۴)

جو لوگ (اللہ کی) کتاب سے ان (آیات اور ہدایات) کو جو اس نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے ہیں اور ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت لنگر شریف وغیرہ) حاصل کرتے ہیں تو وہ اپنے پیٹ میں محض آگ بھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

سرور کائنات کی شان میں مبالغہ

حضور اکرم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میری شان میں مبالغہ آرائی مت کرو جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم کی شان میں غلو اور مبالغہ سے کام لیا۔ میں تو ایک بندہ ہوں مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (بخاری)

دین میں غلو سے بچو

ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے:
دین کے معاملے میں غلو سے مت کام لو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو اور مبالغہ آمیزی نے ہلاک کر دیا۔ (احمد، نسائی)

قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سب سے پہلے شق ہوگی

ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ

"قیامت کے روز میں سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے اپنی امت کی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے (اللہ تعالیٰ) میری شفاعت منظور فرمائے گا۔ (ترمذی)

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ؐ تمام اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر لوگ جو جاچکے ہیں سب قیامت کے روز اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔ اس مسئلہ میں تمام علماء متفق ہیں۔ صحابہ کرام ؓ کے دور سے لے کر آج تک کسی نے اختلاف نہیں کیا سوائے مولوی احمد رضاخان اور ان کے پیروکاروں کے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان کی بدعات سے آگاہ ہو جائے اور جہلاء کے گروہ نے جو بدعات اور خرافات جاری کی ہوئی ہیں ان سے بچے اور پرہیز کرے یہ بدعات اور خرافات ایسی ہیں کہ ان کے متعلق اللہ عزوجل نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ مولوی احمد رضا خان قادری بریلوی اور ان کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں دنیاوی زندگی کی طرح زندہ ہیں اور قبر میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی احمد رضاخان بریلوی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں، وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں (ملفوظات حصہ سوئم صفحہ: ۲۷۶)

کوئی حقیقی بیٹا اپنی ماں کے بارے میں ایسی لغویات نہیں کہتا جو احمد رضاخاں نے اپنی دینی ماؤں کے بارے میں کہی ہے۔ قرآن میں ہے کہ حضور کی ازواج مطہرات مومنین کی مائیں ہیں۔ پھر یہ وہ مائیں ہیں جن کے ساتھ صرف احترام کا ہی تعلق نہیں ایمان کا بھی تعلق ہے اور یہ بات بھی اس کے ساتھ ہے کہ اس گستاخی سے خود احترام رسالت ؐ بھی بری طرح مجروح ہوتا ہے۔

مولوی احمد رضاخاں بریلوی نے اپنی اس گستاخی میں محمد بن عبدالباقی کو بھی شامل کیا ہے۔ یہ قطعاً" جھوٹ ہے کیونکہ اس کا کوئی حوالہ درج نہیں کیا۔ ہم ہر اس شخص سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں جو ایسی لغویات کہے۔ دراصل ایسا گستاخانہ عقیدہ بریلوی اور شیعہ حضرات کا ہے۔ کیونکہ شیعہ اور بریلوی عقائد ایک ہیں۔ مثلاً شیعوں کی اذان میں ملاوٹ اور بریلوی اذان میں بھی ملاوٹ۔ شیعوں کی نماز اہل سنت والجماعت سے مختلف ہے بریلویوں کی نماز بھی مختلف۔ بریلویوں کا درود سلام من گھڑت (لاکھوں سلام کروڑوں سلام اردو نظم) شیعوں کا بھی خود ساختہ۔ شیعہ حضرات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے دشمن، بریلوی بھی دشمن۔ اہل تشیع اور بریلویوں کی اصطلاحات بھی مشترکہ ہیں مثلاً پنجتن پاک، علی مشکل کشاء وغیرہ شیعہ حضرات دس محرم یوم شہادت کی نسبت سے حضرت حسین ؓ کا جلوس نکالتے ہیں اور بریلوی حضرات بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بارہ ربیع الاول کو مناتے ہیں اور بڑی دھوم دھام سے جلوس نکالتے ہیں۔ شیعہ حضرات حضرت حسین کے مقبرہ کا ماڈل یعنی تعزیہ گتے کاغذوں اور کانے وغیرہ سے بناتے ہیں۔ بریلویوں نے بھی بیت اللہ شریف اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کا ماڈل بنانا شروع کر دیا ہے۔ کراچی میں تو بیت اللہ شریف کے ماڈل پر طواف ہوتا ہے۔ رسول کریم ؐ کی قبر میں ازواج مطہرات کے ساتھ شب باشی کا عقیدہ بریلوی کی کتاب ملفوظات میں اور شیعوں کی کتاب اصول کافی میں درج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بریلوی حضرات قرآن اور حدیث پر مولوی احمد رضاخان بریلوی کی کتب کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنی وفات سے دو گھنٹہ سترہ منٹ پیشتر

اپنی اولاد کو جو نصیحتیں اور وصیتیں کیں، اسے ان کے ایک لڑکے نے کتابی شکل میں مرتب کیا جس کا نام وصایا شریف ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۰ پر وصیت نمبر ۱۴ یوں درج ہے۔

"رضا حسین، حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا یہ ہر فرض سے اہم فرض ہے، اللہ توفیق دے"۔

ان ایک دوسری کتاب ملفوظات صفحہ ۴۰ میں تحریر ہے "جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں وہ کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ "وصایا شریف" رضا خانی فقہ کی مشہور کتاب ہے اور ہر بریلوی پر فرض ہے کہ وہ اس پر مضبوطی سے عمل کرے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی فراشوی نے اپنے عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری کی حالت میں کسی آدمی سے ملاقات کی۔ حالانکہ بیداری کی حالت میں اگر حضورؐ نے کسی سے ملاقات کرنی ہوتی تو حضورؐ کی وفات کے بعد کئی فتنوں نے جنم لیا تھا اس وقت حضورؐ بیدار نہ ہوئے مثلاً مسیلمہ کذاب کا فتنہ، داماد رسولؐ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت، جنگ جمل، قصاص عثمان، داماد رسولؐ حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت، حضرت حسنؓ کو زہر دے کر شہید کیا گیا۔ حضرت حسینؓ کی شہادت ان تمام فتنوں کے بعد بھی اسلام میں بے شمار فتنے ظہور پذیر ہوئے کسی ایک موقع پر بھی حضورؐ تشریف نہ لائے بقول فراشوی صاحب حضورؐ نے صرف حافظ سیوطی سے ۷۵ مرتبہ حالت بیداری میں ملاقات فرمائی۔ کیا صحابہ کرامؓ ائمہ کرامؒ، تابعین عظام، تبع تابعین یا قرون ثلاثہ کا کوئی بزرگ حافظ سیوطی کے درجہ یا معیار کے مطابق حضرت کو نہ ملا جن سے حضورؐ نے صرف ایک مرتبہ ہی بیدار کی حالت میں ملاقات کی ہو؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) خدا کا خوف کیجئے۔

دنیا کے مسلمان ممالک امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کی زد میں ہیں۔ بوسنیا، کشمیر، بھارت برما اور صومالیہ کے لاکھوں مسلمان تہہ تیغ کئے جا چکے ہیں۔ کیا اس وقت دنیا میں اللہ کا ایک بندہ بھی ایسا نہیں جو حافظ سیوطی کے معیار کے مطابق ہو اور حضورؐ بیداری کی حالت میں ان سے صرف ایک بار مل لیں۔

قرآن و حدیث میں تو یہ لکھا ہے کہ قیامت سے قبل یہ لوگ قبروں سے نہیں اٹھیں گے۔ مگر آپ کا عقیدہ قرآن و حدیث سے متصادم ہے۔ توبہ کر لیجئے پیشتر اس کے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور حضرت عزرائیل جان قبض کرنے کے لئے تشریف لے آئیں۔

لکھو کوئی بجا سہی لیکن
یہ بھی سوچا ہے یہ بھی جانا ہے
جس نے پیدا کیا ہے مولانا
اس خدا کو بھی منہ دکھانا ہے

حضور خاتم النبین، افضل المرسلین، امام الانبیاء، آقائے دو جہاں، سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ فرمائیے:

"جو کوئی جان بوجھ کر جھوٹی بات میری طرف منسوب کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھے"۔

(بخاری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ بناؤ۔ (البقرہ:۲۳۱)

اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے انسانوں کو چیلنج کرتا ہے'

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے۔ (نساء:۸۲)

کھانے پینے (لنگر شریف وغیرہ اور گانے بجانے کی ہندوؤں کی رسومات دین اسلام میں داخل کرنے کا "سہرا" قادری' چشتی صابری' فراشوی' سہروردی' نقشبندی' مرتضائی' بریلوی رضاخانی اور مجددی صاحبان کے سر ہے۔

اللہ کا فرمان ہے:

"بہت سے لوگ بغیر اپنے نفس کی خواہشوں کے لوگوں کو بہکا رہے ہیں" (الانعام:۱۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بیداری کی حالت میں دوبارہ کسی آدمی سے ملاقات کروانا ان آیات کی تکذیب ہے جو قرآن میں تقریباً ۷۵ وارد ہوئی ہیں۔

اللہ کا فرمان ہے:

"اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے' جس نے خدا پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتوں کو جھٹلایا۔ کچھ شک نہیں کہ ظالم لوگ نجات نہیں پائیں گے" (الانعام:۲۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) "آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور نہ ایسے لوگوں کی نفسانی خواہشوں پر چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور اکثر لوگوں کو گمراہ کر چکے ہیں۔ اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں" (المائدہ:۷۷)

ابولہب اور اس کی لونڈی ثویبہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تو آپ ؐ کے رشتہ داروں میں بھی خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ آپ ؐ کے والد عبداللہ تو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور دادا موجود تھے' جن کے قدم خوشی و مسرت کے باعث زمین پر نہ ٹکتے تھے۔ آپ ؐ کے چچا ابولہب کو جب اس کی لونڈی ثویبہ نے آپ ؐ کی پیدائش کی خبر دی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے اسی وقت یہ خوشخبری لانے پر ثویبہ کو آزاد کر دیا۔

چالیس سال کی عمر میں آپ ؐ کو ختم نبوت کا تاج پہنایا گیا آپ ؐ کو اشاعت اسلام کے لئے مامور فرمایا گیا اور آپ ؐ کو اعلاء کلمتہ اللہ کے لئے کھڑا کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے جب آپ ؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر یاصباحاہ یاصباحاہ کہہ کر پکارا تو سب لوگ آپ ؐ کی آواز سن کر کوہ صفا پر جمع ہوئے۔ آپ ؐ نے فرمایا' "میرے صدق و کذب کے متعلق آپ لوگوں کی کیا رائے ہے"؟ سب نے بالاتفاق یہی جواب دیا کہ ہم نے آپ کو سچا پایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں خدا کا پیغمبر ہوں"' یہ سنتے ہی سب اٹھ بھاگے۔ ابولہب بولا: (معاذ اللہ) خدا تجھے تباہ کرے' کیا اسی لئے تو نے ہمیں بلایا تھا؟

جس پر سورۃ لہب نازل ہوئی۔

(ترجمہ) "ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو جائے۔ اور ...... ایسا کہنے والا عنقریب خود تباہ ہو گا"

(لہب :۱۔۴)

چشم فلک اس وقت حیرت زدہ رہ جاتی ہے۔ جب حضورؐ کی میلاد پر جشن منانے والا' اپنی خوبصورت اور جوان لونڈی کو آزاد کر دینے والا چچا ابولہب کھڑا ہو کر گالیاں بکنے لگتا ہے۔ محمد بن عبداللہ کی پیدائش پر جشن منانے والا چچا' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت کے مطالبے پر آپؐ کا دشمن بن گیا۔

ابولہب اور اس کی لونڈی ثویبہ کا خواب

بریلوی رضا خانی حضرت امام بخاری کی صحیح بخاری شریف سے ابولہب کی لونڈی ثویبہ والے خواب کا حوالہ دیتے ہیں ۔۔ لیکن کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے ہیں کہ جس بزرگ سے یہ خواب منسوب کیا جاتا ہے۔ بیداری کی حالت میں انہوں نے کیا عمل کیا؟ کیا انہوں نے اپنی ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ بھی مروجہ "جشن و جلوس عید میلاد النبیؐ" منایا؟

حضرت امام بخاری جنہوں نے اپنی صحیح بخاری میں اس روایت کو نقل فرمایا۔ کیا ان سے ایسا طریقہ ثابت ہے؟ کیا انہوں نے یا ائمہ کرام و مورخین اور سیرت نگاروں نے جشن و جلوس عید میلاد النبیؐ کے مسائل و فضائل بیان کیے؟ ہم تو حضرت امام بخاری کو امیر المومنین فی الحدیث اور اصلی عاشق رسولؐ سمجھتے ہیں۔ مگر قراشوی صاحب و دیگر بریلوی رضا خانی حضرات کے پانچویں امام و مجدد' حضرت امام بخاری پر گستاخ رسولؐ ہونے کا فتویٰ لگا چکے ہیں۔۔ آپ رضا خانی فقہ کی مشہور کتاب "انوار شریعت" کا مطالعہ فرمائیں۔

ابولہب اور اس کی لونڈی ثویبہ کا حوالہ دینے سے پہلے ابولہب کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذاتی عناد اور کردار بھی ملاحظہ فرمالیں۔ ابولہب اور اس کی بیوی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سلوک کرتے رہے۔ یہ وہی ابولہب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا اور اس کی بیوی آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ قرآن کریم میں سورۃ لہب اور اس کے شان نزول کا مطالعہ فرمائیں۔

مشرکوں کے بارے میں اللہ کا فیصلہ

خدا کی ذات و صفات میں کسی مخلوق کو شریک کرنا شرک ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ شرک کرنے والے کو اللہ نہیں بخشتا تاوقتیکہ وہ شرک کو سمجھ کر اس سے توبہ نہ کرے۔

شرک کرنے سے تمام اعمال صالحہ برباد ہو جاتے ہیں' مشرک پر جنت حرام ہے' اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور اس کا کوئی حامی اور مددگار نہیں۔

بریلوی رضا خانی حضرات کا پختہ یقین اور ایمان ہے کہ ابولہب کی وہ انگلی جس سے اشارہ کر کے حضورؐ کی پیدائش کی خبر لانے پر ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ اسی انگلی سے ابولہب کو مرنے کے بعد فائدہ پہنچتا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا سورۃ لہب کا منکر ہے۔ اور سورۃ لہب کا منکر پورے قرآن کا منکر ہے۔

کنزالایمان ترجمہ مولوی احمد رضا خان' نورالعرفان تفسیر احمد یار خان بدایونی گجراتی اور ضیاالقرآن

پیر محمد کرم شاہ سجادہ نشین بھیرہ' ان تینوں اصحاب نے سورۃ لہب کی پہلی آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ مثلاً:

مولوی احمد رضا خان قادری بریلوی نے کہا ہے:

"تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا" نور العرفان کا ترجمہ بھی یہی ہے۔

جناب پیر کرم شاہ نے کہا ہے کہ "ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔"

یہ تینوں اصحاب' بریلوی رضاخانی مذہب میں چوٹی کے اکابرین میں شامل ہیں اور مولوی احمد رضا خان کو بریلوی امت میں مجدد اور پانچویں امام کا درجہ حاصل ہے۔ اور بریلوی حضرات مولوی احمد رضا خان کی باتوں کو حجت قرار دیتے ہیں (انوار رضا: صفحہ ۳۰۳)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ابولہب کی وہ انگلی جس سے اشارہ کر کے حضور ؐ کی پیدائش کی خبر لانے پر ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا' بریلوی حضرات اسی انگلی سے ابولہب کے لئے دودھ اور شہد کے دریا بہاتے ہیں۔ کیا وہ انگلی ابولہب کے ہاتھوں میں محفوظ ہے۔ جب کہ اللہ نے اس کے دونوں ہاتھ توڑ دیئے اور وہ تباہ برباد ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا تو یہ فرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ○

"اللہ شرک ہرگز نہ بخشے گا (ہاں) اس کے سوا جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ بڑا ہی بہتان باندھتا ہے" (النساء: ۴۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"آپ ہرگز اللہ کی سنتوں میں تبدیلی نہ پائیں گے۔" (الاحزاب: ۶۲' فاطر: ۴۳' الفتح: ۲۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اللہ کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں" (انعام: ۳۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"(اے نبی ؐ!) کہہ دو کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے" (یونس: ۶۹)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم سے محفوظ کیا' ان کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔ (سورۃ الانعام: ۸۲)

اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ پیغمبروں کا ذکر فرمایا ہے' اگر یہ اٹھارہ ہدایت یافتہ اور صراط مستقیم پر چلنے والے پیغمبر شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے وہ سب ضائع ہو جاتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

"اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال ضائع کر دیئے جاتے" (الانعام: ۸۸)

یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ابولہب کی انگلی سے دودھ اور شہد کی نہریں نکال رہے ہیں۔ ابولہب' اللہ اور اللہ کے رسول دونوں کا دشمن تھا۔ شرک کرنے سے اللہ اگر پیغمبروں کے نیک اور صالح اعمال ضائع کر سکتا ہے تو ابولہب کی کیا حیثیت ہے؟

اللہ تعالیٰ کے ہدایت یافتہ پیغمبر بعثت سے قبل اور بعثت کے بعد ہمیشہ ایک مثال ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہوتے ہیں یہ آیات لوگوں کی تعلیم کے لئے

فرمائی گئی ہیں کہ بڑے سے بڑا عبادت گزار بھی اگر شرک میں ملوث پایا گیا تو اس کی زندگی کے تمام اعمال ختم کر دیئے جائیں گے۔۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب سے بھی کہہ دیا:

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

"اور یہ کہ (اے محمدؐ! سب سے) یکسو ہوکر دین (اسلام) کی پیروی کئے جاؤ اور مشرکوں میں ہرگز نہ شامل ہونا" (یونس:۱۰۵-۱۰۶)

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت و پیدائش

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت' باسعادت ۹ ربیع الاول بروز سوموار اور وفات ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار ہے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری فرماتے ہیں:

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موسم بہار میں دو شنبہ کے دن ۹ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق و قبل از طلوع نیر عالم تاب پیدا ہوئے۔ حضورؐ اپنے والدین کے اکلوتے بچے تھے"۔

(رحمتہ للعالمین: صفحہ ۴۰)

علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

"تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے ریاضی کے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آپؐ کی ولادت ۹ ربیع الاول' دو شنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء میں ہوئی تھی" (سیرت النبی: جلد ۱۷۱)

مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی رقمطراز ہیں:

"چنانچہ ۹ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۴۰ جلوس کسریٰ نوشیروان مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ بروز دو شنبہ بعد از صبح صادق اور قبل از طلوع آفتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے"۔ (تاریخ اسلام: حصہ اول صفحہ ۷۶)

بعض محدثین نے آپؐ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول بھی لکھی ہے لیکن محققین اور مورخین نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آپؐ کی ولادت باسعادت کی صحیح تاریخ ۹ ربیع الاول ہے۔ یہی راجح قول ہے۔

علامہ شبلی نعمانی میں فرماتے ہیں:

"تاریخ ولادت کے متعلق مصر کی مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے ریاضی کے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آپؐ کی ولادت ۹ ربیع الاول بروز دو شنبہ بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء میں ہوئی تھی۔ محمود پاشا فلکی نے جو استدلال کیا ہے وہ کئی صفحوں میں آیا ہے' اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) صحیح بخاری میں ہے کہ ابراہیم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صغیر السن صاحبزادے) کے انتقال کے وقت آفتاب میں گہن لگا اور اس وقت آپ کی عمر کا ۶۳ واں سال تھا

(۲) ریاضی کے قاعدے سے حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ ہجری کا گرہن ۷ جنوری ۶۳۲ء کو ۸ بج کر ۳۱ منٹ پر لگا تھا۔

(۳) اس حساب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر قمری برس ۶۳ برس پیچھے ہٹیں تو آپؐ کی پیدائش کا سال ۵۷۱ء ہے جس میں (از روئے قواعد ہیئت) ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۱۲ اپریل ۵۷۱ء تھی۔

(۴) تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ لیکن اس قدر متفق علیہ ہے کہ وہ ربیع الاول کا مہینہ اور دو شنبہ کا دن تھا اور تاریخ ۸ سے لے کر ۱۲ تک میں منحصر ہے۔

(۵) ربیع الاول مذکور کی ان تاریخوں میں دو شنبہ کا دن نویں تاریخ کو پڑتا ہے' ان وجوہ کی بنا پر تاریخ ولادت قطعاً "۲۰ اپریل ۵۷۱ء تھی"۔ (سیرت النبی ؐ جلد ۱ /۱۷)

شاہ معین الدین احمد ندوی فرماتے ہیں:

"عبداللہ کی وفات کے چند مہینوں بعد عین موسم بہار اپریل ۵۷۱ء میں ۹ ربیع الاول کو عبداللہ کے گھر میں فرزند تولد ہوا۔ بوڑھے اور زخم خوردہ عبدالمطلب پوتے کے تولد کی خبر سن کر گھر آئے اور نومولود بچہ کو خانہ کعبہ میں لے جاکر اس کے لئے دعا مانگی' ساتویں دن عقیقہ کر کے "محمد" نام رکھا۔ (تاریخ اسلام: جلد ا صفحہ ۲۵)

سیرت النبی ابن ہشام کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ "تمام روایتیں پیش نظر رکھ کر ارباب تحقیق اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آپ کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء بعد از صبح صادق اور قبل از طلوع نیر عالم تاب ہوئی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (جلد ا صفحہ ۱۸۲)

بارہ ربیع الاول وفات کا دن

قاضی سلیمان منصور پوری فرماتے ہیں:

"۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دو شنبہ وقت چاشت تھا کہ جسم اطہر سے روح انور نے پرواز کیا۔ اس وقت آپ ؐ کی عمر مبارک ۶۳ سال قمری پر ۴ دن تھی"

(رحمتہ للعالمین: صفحہ ۲۹۳)

مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی فرماتے ہیں:

"دو پہر کے قریب روز دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو اس دار فانی سے آپ ؐ نے انتقال فرمایا۔ اگلے دن سہ شنبہ کو دوپہر کے قریب مدفون ہوئے"

(تاریخ اسلام: جلد ا صفحہ ۲۰۳)

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی فرماتے ہیں:

"وفات کے دن شام ہو چکی تھی' تجہیز و تکفین اور قبر کنی کے مراحل رات سے پہلے انجام نہ پا سکتے تھے۔ صحابہ ؓ کرام بے خود و مبہوت ہو رہے تھے۔ اس لئے تجہیز و تکفین دوسرے دن سہ شنبہ کو عمل میں آئی۔ غسل وغیرہ کی سعادت اعزہ خاص حضرت علی ؓ حضرت ابن عباس ؓ قثم بن عباس ؓ اور اسامہ بن زید ؓ کے حصہ میں آئی۔ حضرت ابو طلحہ ؓ نے قبر کھودی اور باری باری تمام مسلمانوں نے بلا امام نماز جنازہ پڑھی اور سہ شنبہ ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۶۳۲ء کو کونین کی یہ دولت حضرت عائشہ کے حجرہ کی پاک و مطہر زمین کے سپرد کر دی گئی۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی کا اعتراف حقیقت

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے"۔ (ملفوظات)

مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہے کہ آپ ؐ کی ولادت باسعادت ۹۔ ربیع الاول ہے اور ۱۲ ربیع الاول آپ ؐ کی وفات کا دن ہے۔

برصغیر ہندوستان میں اس دن کو بارہ وفات کہا جاتا ہے۔ اس دن بریلوی عقائد رکھنے والے ختم شریف دلایا کرتے تھے

"بارہ وفات" کے دن جشن و جلوس

"بارہ وفات" کے دن یہ جشن و جلوس کیوں؟ یہ عید کیسی؟ یہ کاغذ کی جھنڈیاں' چراغاں' محراب اور چراغاں کیسا؟ یہ قوالیاں' باجے گاجے چمٹے' تالیاں اور ہاہا ہوہو ہی ہی کیسا؟ لنگر شریف میں رنگ برنگے طرح طرح کے کھانے۔ روسٹڈ چکن وغیرہ کیسے؟

کیا آپ بھول گئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات والے دن مدینہ طیبہ میں قیامت صغریٰ برپا تھی؟

اگر بالفرض قادری' چشتی' صابری' فراشوی' بریلوی رضاخانی' نقشبندی' سہروردی' مجددی' مرتضائی وغیرہ وغیرہ کے بیٹے بھائی یا باپ فوت ہو جائیں تو کیا وفات والے دن اسی طرح جشن مناتے ہیں؟

مولوی شاہ احمد نورانی کے سسر مولوی ضیاء الدین جب فوت ہوئے تو کیا مولوی شاہ احمد نورانی نے ان کی موت کا جشن منایا تھا؟ ان کے کسی وغیرہ وغیرہ نے ایسا کیا تھا؟

اس میں شک نہیں کہ بارہ ربیع الاول کو "بارہ وفات" سے موسوم کرنا شرعاً" ممنوع ہے لیکن منظور شدہ اسلامی تعطیلات کی فہرست میں بارہ وفات کی بجائے میلاد النبی کا اندراج بھی مستحسن نہیں بلکہ صریح بدعت ہے۔

علامہ تاج الدین فاکہانی مالکی کہتے ہیں:

"میلاد اور وفات کی تاریخوں کے متحد ہونے کے وجہ سے نہ بارہ وفات کا غم اور نہ عید میلاد کی خوشی ہے' یہ سب جاہلوں کی باتیں ہیں"

> کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
> یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا ہر مسلمان کے عقیدے کا جز ہے اور صالح اعمال میں سے افضل ترین عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○

"اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر درود و سلام بھیجو (احزاب:)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

"جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا" (ابن ماجہ)

اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ آخری تشہد میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے یعنی اس کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور متعدد مقامات پر سنت موکدہ ہے' ان میں سے ایک موقع اذان کہنے کے بعد کا ہے۔ اسی طرح جب آپؐ کا نام نامی' اسم گرامی کا ذکر آئے تو بھی آپ پر درود بھیجنا ضروری ہے نیز جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات اس کا پڑھنا بھی افضل ہے۔ اس پر کثرت سے حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ جہاں تک درود و سلام پڑھنے کے موقع و محل کا تعلق ہے تو اس بارے میں بریلوی رضاخانی و دیگر مسلمانوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اذان سے پہلے یا بعد میں علماء ربانی اس لئے درود و سلام نہیں پڑھتے کہ شریعت محمدیؐ میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور حضور پاکؐ کے زمانے میں اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ اذان کے ساتھ دوسرے کلمات بلند آواز سے پڑھے جاتے ہوں۔ حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتومؓ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے زمانہ میں موذن تھے۔ حدیث کی کسی

کتاب سے ثابت نہیں کہ انہوں نے بریلویوں کی طرح صلی اللہ علیک یا رسول اللہ' وسلم علیک یا حبیب اللہ وغیرہ پڑھا ہو اور نہ ہی خلفائے راشدین یا ان کے بعد کسی صحابی رسول ؐ کے زمانہ میں ایسی اذان کی کوئی رسم تھی۔

؎ رہ گئی رسم اذاں' روح بلالی نہ رہی

بلکہ حضرت امام ابو حنیفہ' حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی' حضرت امام احمد بن حنبل' حضرت امام جعفر صادق یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانہ میں بھی ایسے کلمات اذان سے پہلے یا بعد میں ادا نہیں کیے گئے اور عرب و عجم کے کسی بزرگ یا ولی کامل یا علمائے حق سے بھی یہ فعل ثابت نہیں۔

جب سے لاؤڈ سپیکر ایجاد ہوا ہے ملاؤں نے یہ قبیح رسم نکالی ہے۔ اگر کسی دن لاؤڈ سپیکر خراب ہو یا بجلی نہ ہو تو یہ لوگ اس وقت اذان سے پہلے خود ساختہ درود قطعاً" نہیں پڑھتے۔

کچھ لوگوں نے اظہار محبت کے ایسے طریقے بھی ایجاد کر لئے ہیں جسے نہ سرور کونین ؐ نے اختیار کیا اور نہ ہی آپ ؐ کے جاں نثاروں نے خوشی و مسرت کے وہ طریقے اپنائے جو آج ملاؤں نے نہ صرف اپنائے ہوئے ہیں بلکہ انہیں محبت' الفت اور عشق کا معیار بھی قرار دے دیا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس! اظہار محبت کے ان رسمی طریقوں میں جس قدر اضافہ ہو رہا ہے عملی طور پر مسلمان اتنے ہی پیچھے جا رہے ہیں۔

؎ خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

کسی جلسہ یا نماز جمعہ کے اختتام پر بدعتی لوگ یکایک کھڑے ہو جاتے ہیں' ان کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے ہیں نیز ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ آپ ؐ حاضر ناظر ہیں۔ یہ بات مضحکہ خیز ہے کہ اگر حضور ؐ حاضر ناظر ہیں تو پھر ان کی تشریف آوری کے کیا معنی؟ اور اگر آپ ؐ پہلے سے موجود تھے یعنی حاضر ناظر تھے تو پھر یکایک اٹھنے کے کیا معنی؟

> وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
> اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ کہ حضور ؐ حاضر ہیں قرآن و احادیث سے متصادم ہے کیونکہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ناظر ہیں تو پھر مکہ سے مدینہ ہجرت کے کیا معنی؟ اور معراج النبی ؐ کا عمل باطل ہو جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے لے کر آج تک ہر زمانہ میں' ہر دور میں' ہر قرن میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ؐ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی جو قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو آسمانوں کی (جسمانی) سیر کرائی اور اس سے قبل بیت اللہ شریف سے مسجد اقصیٰ لے جا کر حضور ؐ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل کی امامت کا شرف بخشا۔ اس کا ثبوت بھی قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ یعنی بریلوی حضرات کا عقیدہ اور عمل اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فرمان کے خلاف ہے۔

> مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں اتنی صفائی ہو
> ادھر فرمان محمد ؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کا قیام کے بارے میں عقیدہ

بریلویوں کا عقیدہ لکھا جا چکا ہے کہ وہ ہر جلسہ اور نماز جمعہ کے اختتام پر یکایک اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں' ایسے اٹھ کر کھڑے ہونے کو قیام کہا جاتا ہے۔ اب اعلیٰ حضرت بریلوی کا قیام کے بارے میں فرمان ملاحظہ فرمائیں:

"میں نے ایک بندر کو قیام کرتے دیکھا۔ میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا کہ ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مودب بیٹھا سن رہا تھا۔ جب قیام کا وقت آیا تو وہ مودب کھڑا ہو گیا۔ پھر جب ہم بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا۔ وہ بندر تھا' وہابی نہ تھا (ملفوظات: جلد ۴ صفحہ ۴۳)

وہ قیام کرنے والا اور میلاد سننے والا بلاشبہ بندر تھا وہابی نہ تھا' ہمیں اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے کبھی بھی انکار نہیں ہوا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے سامعین بھی بندر اور قیام کرنے والے بھی بندر ہوا کرتے تھے۔ مگر الحمد للہ کہ وہابی ان رسومات قبیحہ سے محفوظ ہیں جن کو بندر ادا کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کے قیام کو ناپسند فرمانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہیں تھا۔ صحابہ کرامؓ کی عادت یہ تھی کہ وہ جب آپؐ کو آتا دیکھتے تو آپؐ کے لئے کھڑے نہ ہوتے تھے۔ اس لئے کہ انہیں معلوم تھا۔ کہ آپؐ کو اس طرح کھڑے ہونا ناپسند ہے (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکبر' بڑائی اور دوسروں پر اپنے بڑے ہونے کے اظہار کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپؐ متکبروں اور دنیاداروں کی عادات و اطوار کے سخت خلاف تھے اور اپنے پروردگار کے سامنے نہایت عاجزی اور تواضع کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ عرب ویسے بھی سادہ مزاج تھے۔ تکلف کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کا کھانا' پینا' اٹھنا' بیٹھنا' لباس' پوشاک اور چال ڈھال سب سادی اور تکلف سے دور تھیں اور آپؐ نے اپنے لیے بادشاہت کی بجائے عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی غلامی کو پسند فرمایا تھا۔ اسی لئے آپؐ ناپسند فرماتے تھے کہ لوگ آپؐ کے اعزاز و اکرام کے لئے کھڑے رہیں۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں اور میری امت کے متقی تکلف سے بری ہیں۔

لوگوں سے قیام کے خواہشمند کی سزا

حضرت معاویہ (بن ابی سفیانؓ) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہو کہ لوگ اس کے لئے کھڑے رہیں تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم کی آگ کو بنانا چاہئے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

غیر مسلموں کی سی تعظیم سے بچنا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بیماری کی وجہ سے) ایک لکڑی پر ٹیک لگا کر نکلے ہم آپؐ کے احترام و تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"اس طرح کھڑے مت ہوا کرو جس طرح عجمی کھڑے ہوتے ہیں اور بعض بعض کو تعظیم کرتے ہیں"

(ابوداؤد)

متکبرین اور سرکش قسم کے لوگ جھوٹی عزت و تکریم چاہتے ہیں' ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ لوگ ان کے سامنے دست بستہ کھڑے رہیں۔ ان کی خدمت کریں۔ ان کی عظمت و بڑائی کا اظہار کریں۔ بڑائی صرف اور صرف اللہ جل شانہ کے لئے ہے۔ اس لئے کسی کو تکبر اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ عظمت اللہ جل شانہ کو زیب دیتی ہے۔ انسان کیا چیز ہے جو تکبر اور سرکشی اختیار کرتا ہے؟

اسی لئے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے لئے صحابہ کرام ؓ کھڑے نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی حضور ؐ کسی کو اپنی تعظیم کے لئے کھڑے ہونے دیتے۔

جس پر حضور علیہ السلام کی مہر نہیں
وہ درود و سلام نہیں
لاکھوں سلام کروڑوں سلام بھارت کے
ایک شاعر کا اردو کلام ہے

اب رہا سوال لاکھوں سلام اور کروڑوں سلام والے خود ساختہ درود کا جو صرف برصغیر پاک و ہند (یا گذشتہ دس پندرہ سال سے یورپ) کی غوثیہ مساجد میں جلسہ اور نماز جمعہ کے اختتام پر کھڑے ہو کر اور ہاتھ باندھ کر پڑھا جاتا ہے بلکہ کہنا یوں چاہئے کہ اجتماعی طور پر گایا جاتا ہے۔ یہ درود رضا خانی فقہ کی کتاب "حدائق بخشش" جلد ا صفحہ ۲۸ میں درج ہے جو بھارت کے ایک شاعر مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی ایک اردو نظم ہے۔ علماء حق کے نزدیک یہ بھی بدعت ہے کیونکہ شریعت محمدی ؐ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ قرآن اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث عربی زبان میں ہیں جبکہ یہ نظم اردو میں ہے نیز قرآن اور احادیث رسول ؐ شعر و شاعری سے پاک ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"یہ کسی شاعر کا کلام نہیں اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا کلام ہے بلکہ یہ کلام تو رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے یہ قرآن ہمارے فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے لیکن تم لوگ بہت ہی کم فکر کرتے ہو" (سورہ الحاقہ: ۴۰-۴۳)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا:

"ہم نے اپنے پیغمبر کو شعر و شاعری سکھائی ہی نہیں اور نہ ہی شعر و شاعری ان کے شایان شان ہے"

(یاسین: ۶۸)

اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ بھی بتادی کہ:

"شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں کیونکہ وہ اکثر جھوٹے ہوتے ہیں اور شیطان جھوٹے گنہگاروں پر اترتے ہیں۔ جو سنی ہوئی بات (اس کے کان میں) لا ڈالتے ہیں" (الشعراء: ۲۲۱-۲۲۳)

یاد رہے کہ برصغیر ہندوستان میں انگریز نے اپنی حکومت کے دور میں دو مجدد پیدا کئے' ایک غلام احمد قادیانی اور دوسرا مولوی احمد رضا خان بریلوی' دونوں کا ایک ہی استاد مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر قادیانی تھا۔ دونوں نے انگریزی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے مسلمانوں کے خلاف کفر کے فتوے لگائے۔ دونوں نے انگریزوں کی حمائت میں جہاد کو منسوخ کیا۔ مولوی احمد رضا خان کی ایک کتاب جہاد کے خلاف ہے' جس کا نام ہے "اعلام اعلام بان ہندوستان دارالسلام" مرزا غلام احمد قادیانی بناسپتی نبی اور مسیلمہ پنجاب کے اشعار بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اب چھوڑ دو جہاں کا اے دوستو!
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتل
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

مولوی احمد رضاخاں بریلوی اور مرزا غلام احمد قادیانی دونوں شاعر تھے۔ لاکھوں سلام کروڑوں سلام والی اردو نظم مولوی احمد رضا خان بریلوی کی ہے جو بریلوی امت نے بریلوی مذہب میں شامل کرلی ہے۔ سوائے بریلوی مذہب کے پیروکاروں کے دنیا میں کہیں بھی کوئی مسلمان جلسہ یا جمعہ کی نماز کے اختتام پر اردو کی یہ نظم کھڑے ہوکر نماز کے طرح ہاتھ باندھ کر نہیں پڑھتا۔ شاعروں کی اردو نظمیں اگر دین اسلام میں داخل کرلی گئیں تو آئندہ یا کل کلاں کو کوئی منچلا دیگر شاعروں کی اردو، فارسی اور عربی کی نظمیں دین اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کرے گا اور کہے گا کہ یہ مباح و مندوب ہے کیونکہ اس کی قرآن و حدیث میں ممانعت نہیں ہے۔ ابراہیم ذوق، اکبرالہ آبادی، ریاض خیر آبادی، مرزا اسد اللہ غالب، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، حفیظ جالندھری، احمد ندیم قاسمی اور حفیظ تائب وغیرہ کے اشعار نظمیں اور غزلیں بھی لاجواب ہیں۔ ان کی ایک ایک نظم نماز میں داخل فرمالیں، ان بے چاروں کا کیا قصور ہے؟

درود و سلام

تمام دنیا کے مسلمان عربی ہوں یا عجمی سرکار دو جہاں امام الانبیاء خاتم النبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ حکم ہے۔ اور اس حکم کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ درود شریف پڑھنے کا طریقہ بھی بتا دیا جو احادیث میں مذکور ہے۔ لیکن مولوی احمد رضا خان بریلوی پر درود و سلام بھیجنا قرآن پاک کی کونسی سورت یا حدیث کی کس کتاب میں درج ہے؟ کیا مولوی احمد رضا خان بریلوی کو بریلوی حضرات نبی مانتے ہیں؟

ایک درود ملاحظہ فرمائیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی الْھُمَامِ اِمَامِ اَھْلِ السُّنَّۃِ مُجَدِّدِ الشَّرِیْعَۃِ الْعَاطِرَۃِ مُؤَیِّدِ الْمِلَّۃِ الطَّاھِرَۃِ حَضْرَتِ الشَّیْخِ اَحْمَدُ رَضَا خَان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِالرِّضَا السَّرْمَدِیِّ

(شجرہ طیبہ سلسلہ علیہ قادریہ رضویہ: صفحہ ۱۳)

مولوی احمد رضا خان بریلوی پر بھیجا جانے والا ایک اور درود ۔

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا وَسَنَدِنَا وَحَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَابْنِہِ الْغَوْثُ الْاَعْظَمْ وَشَھِیْدُ مُحَبَّتِہٖ الامام الاکرم وَارث علوم وَسالک طَرِیْقَتِہٖ مَولانا وَمَاوٰنا اَحْمَدُ رَضَا الْبَرِیْلوی وَعَلٰی جَمِیْعِ مُحِبَّتِہٖ مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ۔

(ہمارا عقیدت: صفحہ ۳۲ مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

یہ وہ درود ہے جس کو اہل سنت والجماعت مردود سمجھتے ہیں اور بریلوی حضرات نام نہاد اور خود ساختہ نبی پر مذکورہ بالا درود نہ پڑھنے والے شخص کو وہابی قرار دیتے ہیں۔

ہم صرف اس درود شریف کو پڑھتے ہیں اور پڑھیں گے جس کا ثبوت شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے اور رضاخانیوں کے خود ساختہ درود کو دنیا کے تمام اہل سنت و الجماعت مسلمان باطل سمجھتے ہیں۔ علاوہ ازیں رضاخانیوں کو چاہئے کہ نماز میں درود ابراہیمی کی بجائے درود رضاخانی پڑھاکریں' جو بریلوی شجرہ طریقت میں لکھاہوا ہے۔

میرے سادہ لوح مسلمان بھائیو! مولوی احمد رضا خان بریلوی پر درود پڑھنا چہ معنی دارد؟

کتاب "شجرہ طریقت قادریہ رضویہ" میں مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ساتھ ساتھ مولوی محمد مصطفیٰ رضا بریلوی' مولوی ابراہیم رضا بریلوی اور مولوی محمد ریحان رضا بریلوی پر درود بھی درج ہے اس کے علاوہ مزید ۴۳ لوگوں کا نام بھی درود میں شامل ہے

مشرک دوزخی ہیں اگرچہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

پیغمبر اور مسلمانوں کے شایاں شان نہیں کہ جب ان کو معلوم ہوگیا کہ مشرک دوزخی ہیں تو ان کے لئے بخشش کی دعامانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیں نہ ہوں (سورۃ توبہ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بے شک اللہ تعالیٰ اس گناہ کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شریک بنایا جائے اور اس سے کم درجہ کے گناہ میں سے وہ جس کے چاہے معاف کر دیتا ہے اور جس نے اس کا شریک بنایا تو اس نے بہت ہی بڑا بہتان باندھا۔ (سورہ نساء:۴۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بے شک (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ کو اور آپ سے پہلے انبیاء کو وحی کی جاچکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے اعمال اکارت جائیں گے اور تم نقصان پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے (زمر:۶۵)

حضرات انبیائے کرام علیہم الصلواۃ والسلام سے شرک کا صدور امر محال ہے لیکن صرف امت کو سمجھانے کے لئے بطور تعلیم ارشاد فرمایا جارہا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ شرک اس قدر قبیح فعل ہے کہ اگر بالفرض کسی نبی یا رسول سے بھی اس کا ارتکاب ہو جاتا تو اس کے ساتھ بھی کسی قسم کی رعایت کی گنجائش نہ ہوتی۔

اب بریلوی حضرات اپنا عقیدہ ملاحظہ فرمالیں کہ کبھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوم جھوم کر لاکھوں سلام کروڑوں سلام والی اردو نظمیں گاتے ہیں اور کبھی ان کے یوم میلاد پر جشن مناتے ہیں اور پورا مہینہ لنگر شریف پکاتے کھاتے اور کھلاتے ہیں لیکن عقیدہ کے لحاظ سے حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تصور کرتے ہیں۔ اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود خدا ہیں تو پھر یہ لاکھوں سلام کروڑوں سلام کس لئے اور یہ ہر سال جشن و جلوس عید میلاد النبی کن کے لئے؟ برطانیہ میں کہیں ساتواں' کہیں دسواں' کہیں پندرھواں اور کہیں تیسرا یا چوتھا عید میلاد منایا جارہا ہے۔ حالانکہ مسلمان برطانیہ میں ۱۹۵۶ سے پہلے کے آباد ہیں۔ میں خود اپریل ۱۹۶۱ء میں مانچسٹر آیا تھا۔ برطانیہ میں اس وقت اور اس کے بعد عرصہ تک جشن و جلوس عید میلاد النبی" کا نام و نشان نہ تھا۔ اسی طرح بریلویوں کے بھائی شیعہ صاحبان کا بھی گذشتہ تین سال سے لندن اور دیگر شہروں میں ماتمی جلوس نکلنا شروع ہوگیا ہے۔ اس سے قبل وہ بھی سوئے ہوئے تھے۔

نبیؐ خالق یا مخلوق؟

بریلوی مذہب والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ممکن الوجود مخلوق نہیں مانتے نہ واجب الوجود کہہ سکتے ہیں کہ اعلانیہ آپ کو خدا ماننا پڑتا ہے۔ ان کے ہاں آپؐ نہ خالق ہیں نہ مخلوق ایک درمیانی اور برزخی مخلوق ہیں۔

معدن اسرار علام الغیوب
برزخ بحرین امکان وجوب

(حدائق بخشش: جلد ۲ صفحہ ۸۹)

جب آپؐ خالق بھی نہیں مخلوق بھی نہیں تو آخر کیا ہیں؟ یہ وہ حیرت ہے جس سے بریلوی حضرات قیامت تک نہیں نکل سکتے دوسروں کی حیرت تو ایک طرف خود بانی بریلوی مذہب کی حیرت ملاحظہ ہو:

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیران ہوں یہ بھی ہے خطا' یہ بھی نہیں' وہ بھی نہیں

(حدائق بخشش جلد ا صفحہ ۴۹)

بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ آپؐ ممکن الوجود کا بالکل ابتدائی درجہ ہیں یا اعلیٰ آپؐ دائرہ امکان و خلق سے بالکل اوپر ہیں۔ کمان امکان کے دونوں کناروں کی یہاں نفی ہے آپ خود ہی ذات اول تھے اور خود ہی آخر ہیں۔ معراج کی رات خود اپنے آپ کو ہی ملنے گئے تھے۔ یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

کمان امکان کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سی آئے کدھر گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اس کی طرف گئے تھے

(حدائق بخشش: جلد صفحہ ۱۱۴)

اعلیٰ حضرت بریلوی کے صاحبزادے اپنے باپ سے بھی بڑھ گئے کہتے ہیں:

ھوالاول و الاخر و الظاہر و الباطن
و ھو بکل شی علیم لوح و محفوظ خدا تم ہو
نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے تھے دو آخر
تم اول اور آخر ابتدا تم ہو انتہا تم ہو
خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی
خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت جو شعر میں مذکور ہے' سورۃ الحدید کی آیت نمبر ۳ ہے' یہ آیت کریمہ خالص اللہ رب العزت کی شان میں ہے۔ کنزالایمان لکھنے والوں کو پتہ نہیں۔ تعجب ہے کہ مولوی حامد رضا خان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کرتے ہوئے اس کے الفاظ بھی بڑھا دیئے ہیں۔ آپ نے یہ عقیدہ اپنے باپ سے ہی لیا ہے۔ احمد رضا خاں نے وساوس کے دفع کے لئے یہ وظیفہ تجویز کیا ہے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُوْلِہٖ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْئٍ عَظِیْمٌ

(ملفوظات بریلوی: صفحہ ۸۸)

خان صاحب بریلوی نرے شاعر ہوتے تو اسے مبالغہ قرار دے کر ہم آگے نکل جاتے۔ نرے صوفی ہوتے تو اسے شطحیات صوفیہ میں جگہ مل جاتی مگر ان

رضا خان کو امام اور مجدد مانتی ہے اور مجدد بھی وہ جو اپنے دین و مذہب پر چلنے کی لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔ اتنے بڑی دعوے کے ہوتے ہوئے توحید و رسالت میں یہ تذبذب بہت حیرتناک ہے۔ بریلوی مذہب والوں کا اعتراف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ کسی قطعی اور یقینی عقیدے پر نہیں۔ حضور علیہ الصلواۃ و السلام کو وہ مخلوق اور حادث بھی نہیں مانتے جو اہل حق کا اعتقاد تھا۔

پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے نہایت قیمتی ارشادات

۱۔ ہر مومن پر اہل السنہ والجماعہ کی پیروی کرنا واجب ہے۔

۲۔ اہل بدعت کے ساتھ میل جول نہ رکھا جائے۔

۳۔ اہل بدعت کے قریب نہ جانا' ان کے ساتھ بیٹھنا' نہ ان کی خوشی کے موقع پر انہیں مبارکباد دینا اور نہ ان کے جنازے میں شرکت کرنا۔

۴۔ اہل بدعت سے دور رہنا' ان کے ساتھ دشمنی رکھنا' یہ دشمنی اللہ کے لیے ہو' اس دشمنی سے ثواب ملے گا۔

۵۔ بدعتی سے جسی خوشی ملنا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور آپ کے طریقے کو حقیر سمجھنا ہے۔ (غنیۃ الطالبین: صفحہ ۱۸۵)

خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو لوگوں کے ذہنوں کے گوشوں سے نکالنے کے لئے کبھی تو خدا اور رسولؐ دونوں کو ایک بنا کر دکھایا۔ اور کبھی کہا کہ جو آسمان پر ہے وہ یہی ہے جو زمین پر ہے۔ اور کبھی کہا کہ مجھے بھی معلوم نہیں کہ خدا کون ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟

اعلیٰ حضرت بریلوی کہتے ہیں:

اٹھے جو قصرونی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کہ نہ کہہ کر وہ ہی نہ تھے ارے تھے

معراج کی رات جب دنی فتدلی کے پردے اٹھے تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حقیقت کیا کھلی یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہاں دو ہستیاں تھیں۔ خدا اور اس کا رسولؐ نہیں دو نہ کہہ یہ نہ کہہ آپ ہی وہ نہ تھے (یعنی خدا نہ تھے) ارے حقیقت یہ ہے کہ آپ ہی وہ تھے۔

بریلوی مذہب میں توحید کا یہی تصور ہے وہ الوہیت کے سوا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت مانتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی لکھتے ہیں:

"اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا تو ضرور یہ بھی عطا فرماتا"۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت: جلد ۲ صفحہ ۴۹)

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی اجازت نہیں دی تو یہ خدا کے اختیار میں ہی نہ تھا' وہ اس پر قادر نہیں تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی اجازت دے یہ بات زیر قدرت ہوتی تو وہ اس کی بھی اجازت دے دیتا (معاذ اللہ) دونوں تاویلوں کی گنجائش نہیں کیونکہ بریلوی جماعت احمد

مولوی رضا خاں بریلوی کے مرید بریلویوں کے مشہور نعت خواں نور محمد ایمن آباد بریلوی اپنے مجموعہ کلام میں لکھتے ہیں۔

میں سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علی کہتے کہتے
حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے
خدا مل گیا مصطفےٰ کہتے کہتے

(نعت مقبول: صفحہ ۲۵ مطبوعہ جہانگیر بک ڈپو' لاہور)

ایسی بے شمار اشعار اور نظمیں تمام "غوثیہ" مساجد میں وقتاً" فوقتاً" پڑھی جاتی ہیں۔ بریلوی مولوی ایسی نعتیں پڑھنے والوں کو بلبل پاکستان کا خطاب دیتے ہیں۔ اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور ان پر میراثیوں کی طرح پونڈز اور روپے بھی نچھاور کرتے ہیں۔

توحید و رسالت میں یہ "وحدت" بریلوی حضرات میں اس قدر حاوی ہے کہ ان کی نعت خواں برملا اس قسم کے اشعار پڑھتے ہیں۔

جو مستوی ہوا عرش پہ خدا ہوکر
اتر پڑا وہ مدینہ میں مصطفیٰ ہوکر

بشریت کے پردہ میں خدا

مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور کا ٹکڑا تھے' جو بشریت کے پردے میں زمین پر اترا۔

خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں۔

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

(حدائق بخشش: حصہ اول صفحہ ۸۰)
شاعر مولوی احمد رضا خان بریلوی

پہلے مصرعہ میں یہ بات کہی گئی کہ بشریت کے پردہ میں آپؐ خدا کے نور ہیں۔ پردہ اٹھا دیں تو واضح ہو جائے گا کہ آپ خود خدا ہیں (معاذ اللہ)

بریلویوں کے عقیدے کے مطابق خدا تعالیٰ ہی مدینہ کی گلیوں میں چل پھر رہا تھا (معاذ اللہ)

مفتی احمد یار خان گجراتی ایک جگہ فرماتے ہیں:

"اللہ کو بھی پایا مولا تیری گلی میں"

(مواعظ نعیمہ: حصہ اول صفحہ ۲۷

یہاں مولا سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے یعنی خدا کی شان میں یہ کتنی بڑی گستاخی ہے۔

حضورؐ نور مخلوق نہیں نور خالق ہیں

مولوی احمد رضا خان کے مدرسہ کے خاص نعت خواں حافظ خلیل حسن ایک جگہ لکھتے ہیں:

نور خالق آپ کا نور السلام
آپ ہیں نور علی نور السلام

(آئینہ پیغمبر: صفحہ ۱۵۲)

دنیا میں جو چیز بھی نور ہے یا ہو سکتی ہے آپ اس سے بالا ایک نور ہیں۔ کیونکہ آپ نور خالق (پیدا کرنے والے کے نور) ہیں اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا

ہو سکتا ہے کہ آپ خود خدا ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)
ایک اور جگہ ملاحظہ فرمائیں:

نور سے تھا بنا نور، خدا کے نور کا
پر نہ خدا سے تھا جدا نور، خدا کے نور کا

پہلا لفظ خدا اللہ تعالیٰ کے لیئے ہے دوسرا لفظ خدا حضور ؐ کے لئے لکھا گیا ہے۔ اضافت تشریفی میں یہ بھی دعویٰ نہیں کہ یہ دو وجود آپس میں کبھی اور کہیں جدا نہیں ہوتے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

حضور کو خدا کا سایہ کہنا اور یہ کہنا کہ آپ ہی سے سب چیزیں موجود ہوئیں، زمین و آسمان سب آپ ؐ ہی کی بادشاہی میں ہیں۔ زمانہ آپ ؐ کے حکم سے ہی گردش کرتا ہے۔ آپ ؐ ہی لامکان کے مکیں اور مستوی علی العرش ہیں۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ محل کلام ہیں لیکن آخر میں خدا تعالیٰ کی ذات لامکان ہونے کے عنوان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک جمیع امکنہ و کائنات کہنا اور بھی زیادہ تعجب خیز ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلے لامکان کے مکین کہا تو پھر اللہ تعالیٰ کے لامکانی ہونے کے عنوان سے خدا اور پیغمبر میں فرق کرنا خود اپنے ہی ہاتھوں اپنے تخیل کی عمارت گرانا ہے۔

معراج کی رات خود حضور ؐ کی اپنے آپ سے ملاقات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے۔ مولوی احمد رضا خاں کے عقیدے میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ اس رات خود اپنے آپ سے ہی ملاقات کر رہا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں خود اپنے آپ ہی سے ملنے گئے تھے۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی کی طرف گئے تھے

(حدائق بخشش: حصہ اول صفحہ ۱۱۳)

مولوی احمد رضا خاں کے نعت خواں خاص حافظ خلیل حسن لکھتے ہیں:

آگئے مکاں سے لمحے میں لامکاں تک
نور خدا سے جا ملا نور خدا کے نور کا

(خمخانہ حجاز: صفحہ ۲۴)

ان خیالات سے آپ اندازہ لگائیں کہ مولوی احمد رضا خاں نے کس بیدردی سے اسلام کے عقیدہ توحید پر تلوار چلائی ہے۔

ایک طرف مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے مشرکانہ عقائد ہیں اور دوسری طرف وہ کنزالایمان لکھنے کی جسارت کرتے ہیں۔ ایسے عقائد رکھنے کے ساتھ آخر مولوی بریلوی کو کنزالایمان لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان کی کیا مجبوری تھی۔ گو کنزالایمان میں بھی شرک و بدعت بھرا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عرب ممالک میں اس کتاب کے داخلے پر پابندی ہے۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ حضور پاک ؐ اللہ کے رسول ؐ تھے، اللہ نہیں تھے۔ مخلوق تھے، خالق نہیں تھے۔ عابد تھے، معبود نہیں تھے۔ عبداللہ اور بی بی آمنہ کے بیٹے اور مکہ کے سردار عبدالمطلب کے پوتے تھے۔ حضور امیر حمزہ، حضرت عباس ؓ اور ابو طالب کے بھتیجے تھے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی قبولیت تھے اور حضرت روح اللہ عیسی

علیہ السلام کی بشارت تھے لیکن بریلویوں کے پانچویں امام اور مجدد اعلیٰ حضرت کو کنزالایمان لکھنے کے بعد بھی پتہ نہ چل سکا کہ حضور خاتم النبیین والمرسلین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کیا تھے؟ اور کیا نہ تھے؟ افسوس ہے! بریلویوں پر جو اعلیٰ حضرت بریلوی کو امام اور مجدد تسلیم کرتے ہیں۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز........

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اللہ وہ ہے کہ اس کی مثل تمام کائنات میں کوئی چیز ہی نہیں" (شوریٰ ۱۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اللہ وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے' اس کے اولاد کہاں سے ہو جب کہ اس کی بیوی ہی نہیں" (انعام:۱۰۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"(اللہ) نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا"

(اخلاص:۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے" (انعام:۱۰۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ کو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا' (وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔ (انعام:۱۰۳)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی مثل سمجھنے والے جانتے نہیں کہ حضور انورؐ کے بیوی بچے تھے' آپؐ بازاروں میں جاتے تھے' کھانا کھاتے تھے' وہ پیدا ہوئے' جوان ہوئے' انہیں نبوت سے سرفراز کیا اور انہوں نے کفار کے ساتھ لڑائیاں لڑیں۔ آپؐ جنگ احد میں زخمی بھی ہوئے.....

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور یہودی کہتے ہیں کہ عزیر' اللہ کا بیٹا ہے۔ اور یہ عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح' اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ تو صرف ان کی من گھڑت باتیں ہیں۔ (یوں معلوم ہوتا ہے کہ اپنے سے) پہلے کافروں کی سی باتیں کر رہے ہیں۔ انہیں خدا کی مار ہو (نفس کے پیچھے پڑ کر) کہاں کو الٹے جاتے ہیں (توبہ: ۳۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے' کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ خدا کے منکر ہیں"

(المائدہ:۱۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے وہ یقیناً" کافر ہیں"

(المائدہ:۷۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تین معبودوں میں سے ایک ہے وہ بھی کافر ہیں اور حقیقی معبود وہ اکیلا ہی ہے"

(المائدہ:۷۳)

یہودی اگر کہیں حضرت عزیر علیہ السلام اللہ ہیں یا اللہ کے بیٹے ہیں اور اسی طرح عیسائی بھی ایسا ہی کہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام اللہ ہیں یا اللہ کے بیٹے ہیں تو دونوں قومیں کافر اور اللہ کے شدید عذاب کی مستحق اور اگر بریلوی امت کہے کہ حضورؐ اور اللہ تعالیٰ ایک ہیں

ان میں کوئی فرق نہیں اگر فرق ہے تو صرف میم کا ہے تو یہ لوگ عاشق رسول ؐ؟؟

رضاخانی دین پر مختصر تبصرہ

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر "بریلویوں" پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

مولوی احمد رضاخاں بریلوی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

مظہر حق ہو تمہیں، مظہر حق ہو تمہیں
تم میں ہے ظاہر خدا تم پر کروڑوں درود

(حدائق بخشش: جلد ۲ صفحہ ۱۶)

حضور بے شک خدا کے محبوب اور اس کی سب مخلوق سے اعلیٰ اور برتر ہیں لیکن یہ عقیدہ صحیح نہیں کہ آپ ؐ کی ذات گرامی میں خدا جلوہ گر تھا۔ اسلام کی رو سے نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا شریک ہے اور نہ کوئی اس کے برابر۔

یک نہ شد دو شد

مولوی احمد رضاخاں بریلوی کے صاحبزادے مولوی حامد رضاخاں بریلوی کہتے ہیں:

نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر
تم اول اور آخر ابتدا تم انتہا تم ہو
خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی
اسی پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو

(حدائق بخشش: جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)

اس تذبذب سے ان حضرات نے اپنے تخیل کی عمارت پھر ایک دفعہ گرادی ہے کہ دوئی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ارے حقیقت میں آپ وہ تھے جس نے جملہ کائنات کو وجود بخشا۔

بے وقوف اور ڈل دماغ کا آدمی بھی یہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ اگر خالق اور مخلوق محب اور محبوب 'اللہ اور رسول ؐ' ایک ہیں تو پھر یہ جشن اور جلوس کیسا؟ یہ جھنڈیاں' یہ محراب' یہ چراغاں' یہ لڈیاں' یہ بھنگڑے' یہ خچروں' گدھوں' گھوڑوں اور اونٹوں پر سواریاں کس لئے اور کن کے لئے؟ لنگر شریف میں رنگ برنگے کھانے محض پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے ہیں۔ پھر یہ لاکھوں سلام کروڑوں سلام کے گانوں کی کیا ضرورت ہے؟

باپ کا علم گر بیٹے کو نہ از بر ہو
پھر پسر وارث میراث پدر کیوں کر ہو

بریلوی مذہب والوں کا کھلا اعتراف ہے کہ حضور پاک علیہ الصلواۃ والسلام کے بارے میں وہ کسی قطعی اور

یقینی عقیدے پر نہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حادث اور ممکن الوجود بھی نہیں مانتے بلکہ ذات واجب کے قوب ایک برزخ گردانتے ہیں۔ کمال امکان کے دونوں کناروں کی وہ پہلے ہی نفی کر چکے ہیں۔ اب بے چارے پریشان ہیں کہ کیا کریں۔

بالآخر خدا پر ہی چھوڑتے ہیں کہ آپ ہیں کیا؟

مولوی احمد رضا خاں بریلوی شب معراج کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ بر حق صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کو ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے
ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑے تھی کہ وصل و فرقت
جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

(حدائق بخشش: حصہ اول صفحہ ۱۱۳)

جنم کے بچھڑے جڑواں بچوں کو کہتے ہیں۔ جو پیدا ہونے کے بعد کہیں بچھڑ گئے ہوں۔ مولوی احمد رضا خاں کے عقیدے میں یہ دونوں جوڑے تھے جو پہلے کہیں کھو گئے تھے اور معراج کی رات عرش معلیٰ پر گلے مل رہے تھے۔ (استغفراللہ ثم استغفراللہ)

خدا خواجہ فرید کے روپ میں

مولوی غلام طالب جہانیاں منڈی ایک جگہ لکھتے ہیں:

نقش فرید نقش ہے رب مجید کا
اظہار ذات حق ہے سراپا فرید کا
طالب کبھی چھپا ہے' چھپانے سے نور حق
پردہ نشین نے پردہ لیا ہے فرید کا

(ہفت اقطاب: صفحہ ۱۰۱)

یعنی خواجہ فرید کا نقش وہ خدا کا نقش ہے اور خدا کی ذات کا اظہار وہ خواجہ فرید ہیں۔ اے طالب! نور حق چھپانے سے کبھی نہیں چھپتا' وہ پردہ نشین (یعنی خدا) خواجہ فرید ہی ہیں۔ (معاذاللہ ثم معاذاللہ)

بریلویوں کے عقیدے میں خدا کی تصویر' محمد یار گڑھی بختیار خاں کے پیر جیسی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر
ملتی ہے اللہ سے تصویر میرے پیر کی

(دیوان محمدی: صفحہ ۷۵)

مولوی احمد رضا خاں کے نعت خوان خاص حافظ خلیل حسن اللہ رب العزت کی صفت علی کو حضرت علی ؓ کے ساتھ ملانے کے لئے یہ تعبیر اختیار کرتے ہیں:

بے شک ہے علی کا نام نامی اللہ
باتیں ہیں آپ کی کلام اللہ
قامت ہے الف' دہن کو ہے "ہ" سے تشبیہ
دونوں گیسوں ہیں دونوں لام اللہ

(نعت مقبول خدا: صفحہ ۸۲)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

سمی حضرت رب علا علی ہے علی
ہے اس کا نام نہ شرک خفی نہ شرک جلی

(نغمہ روح: صفحہ ۹۰)

میرے پیشوا ہیں رسول ؐ خدا
میں ہوں ان کی سنت پر دل سے فدا

رضاخانی محمد یار گڑھی والے کی خرافات

احد نال احمد رلا کیوں نہ ڈیکھاں
حبیب خدا کوں خدا کیوں نہ ڈیکھاں
او صورت دے اوہلے اوہ بے صورت آیا
محمد دی صورت ڈسا کیوں نہ ڈیکھاں

(دیوان محمدی: صفحہ ۱۳)

مطبوعہ اشعار کے اختتام پر لکھا ہوا ہے:

صورت رحمان ہے تصویر میرے پیر کی
علم القران ہے تقریر میرے پیر کی
کیا کہوں کس سے کہوں کہنے کی حاجت ہی نہیں
کھلتی ہے تصویر توقیر میرے پیر کی
دیکھتے ہی مٹ گیا نقش خودی دل سے مرے
راجم شیطان ہے تصویر میرے پیر کی
کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر
ملتی ہے اللہ سے تصویر میری پیر کی

(دیوان محمدی: صفحہ ۱۳۴-۱۳۵)

کھلے جلوے ہیں اس در پر فقط اللہ اکبر کے
ہمیں سجدے روا ہیں خواجہ اجمیر کے در کے
خدا کی پاک صورت کو محمد میر کہتے ہیں
محمد بے کدورت کو خدایا پیر کہتے ہیں
احمد احد میں فرق نہیں اے محمد
عشاق یار رکھتے ہیں ایمان نئے نئے
کہوں کیا عشق میں یارو کہ کیا معلوم ہوتا ہے
بہر صورت بہر صورت خدا معلوم ہوتا ہے
خدا کہتے ہیں جس کو مصطفےٰ معلوم ہوتا ہے
جسے کہتے ہیں بندہ، خود خدا معلوم ہوتا ہے

محمد مصطفےٰ محشر میں طٰہٰ بن کے نکلیں گے
اٹھا کر میم کا پردہ ہویدا بن کے نکلیں گے
حقیقت جن کی مشکل تھی تماشہ بن کے نکلیں گے
جسے کہتے ہیں بندہ، قل ھو اللہ بن کے نکلیں گے
بجاتے تھے جو انی عبدہ کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پر انی انا اللہ بن کے نکلیں گے

☆☆☆

حقیقت محمد دی پا کوئی نہیں سکدا
اتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکدا
محمد دی صورت ہے صورت خدا دی
میرے دل تو نقشہ مٹا کوئی نہیں سکدا
علی شیر حق پیر مشکل کشا دے
سوا جام کوثر پلا کوئی نہیں سکدا

(دیوان محمدی: صفحہ ۱۸۰-۱۸۲)

خرام ناز میں آیا تو دیکھا اور پہچانا
محمد مصطفےٰ یعنی خدا مٹھن کی گلیوں میں
خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا مٹھن کی گلیوں میں
خدا بے پردہ نما مٹھن کی گلیوں میں
فرید پاک کی صورت میں بے صورت کا جلوہ ہے
تو بے رنگی میں آ صورت نما مٹھن کی گلیوں میں
احد احمد ہے لیکن میم کی پردہ میں آیا ہے
پہن کر یا کا پردہ فروتھا مٹھن کی گلیوں میں
وہی جلوہ، فاراں پر ہوا احمد کی صورت میں
اسی جلوے کو عریاں کیا مٹھن کی گلیوں میں

(دیوان محمدی: صفحہ ۱۶۴-۱۶۵)

"دیوان محمدی" بریلویوں کی مشہور و معرف پیر خواجہ محمد یار فریدی کی تصنیف ہے۔ اس میں اردو' پنجابی' سرائیکی (ملتانی) اور فارسی زبان میں شعرو شاعری کی گئی ہے' اس کتاب میں تمام کی تمام شاعری شرکیہ ہے یہ اسی طرح کی کتاب ہے جس طرح "حدائق بخشش" سے ہے۔ پیر خواجہ محمد یار فریدی گڑھی تحصیل خاں پور ضلع رحیم یار خاں کے رہنے والے تھے۔

"دیوان محمدی" سے مزید چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

حق اور غوث ایک کہوں تو روا نہیں
کس طرح دو کہوں کہ دونوں جدا نہیں
ہمارے سرور عالم کا رتبہ کوئی جانے
خدا سے ملنا چاہے تو محمدؐ کو خدا جانے
خدا جس کو پکڑے چھڑا لیں محمدؐ
محمدؐ جو پکڑیں چھڑا کوئی نہیں سکتا

(دیوان محمد: صفحہ ۱۶۴۔۱۶۵)

مولوی احمد رضا خاں بریلوی بریلوی امت کے امام مجدد ہیں' فرماتے ہیں:

"حضرت پیر عبدالقادر جیلانی کی شکل نبی علیہ السلام سے ملتی ہے"

نقشہ شاہ مدینہ صاف آتا ہے نظر
جب تصور میں جماتے ہیں سراپا غوث کا

(ملفوظات احمد رضاخان بریلوی: جلد سوئم صفحہ ۴۵)

اعلیٰ حضرت نے نہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور نہ حضرت شیخ المشائخ پیر عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا مگر بے پر کی اڑا دی۔

پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں کا اپنے پیر کے بارے میں عقیدہ

مدینہ بھی مطہر ہے' مقدس ہے علی پور بھی
ادھر جائیں تو اچھا ہے' ادھر جائیں تو اچھا ہے

(رسالہ انوار صوفیہ)

بریلوی حضرات علماء حق کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ یہ گستاخ رسولؐ ہیں۔ اب بریلویوں کو خود اپنی تحریروں کے آئینے میں سوچنا چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب کون ہو رہا ہے۔ بریلویوں کا علماء ربانی پر صرف الزام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علماء حق اور اکابرین اہلحدیث ہی صحیح معنوں میں محبت رسولؐ سے سرشار ہیں۔

آخر میں میری بریلوی حضرات سے مودبانہ التماس ہے اگر آپ کو صحیح معنی میں اللہ سے لگاؤ اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت ہے تو اس کا واحد طریق صرف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کریں اور حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین کے نقش قدم پر چلیں۔ وہی عقائد و اعمال اختیار کریں جو انہوں نے اختیار کئے اور ان تمام عقائد اور اعمال سے احتراز کریں جن سے انہوں نے احتراز کیا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے ہم سب مسلمانوں کو شرک و بدعت سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ
کشف الدُّجیٰ بجمالہٖ
حَسُنَت جمیعُ خصالہٖ
صلّوا علیہ وآلہٖ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلام شیخ سعدی

کتبہٗ گوہر قلم